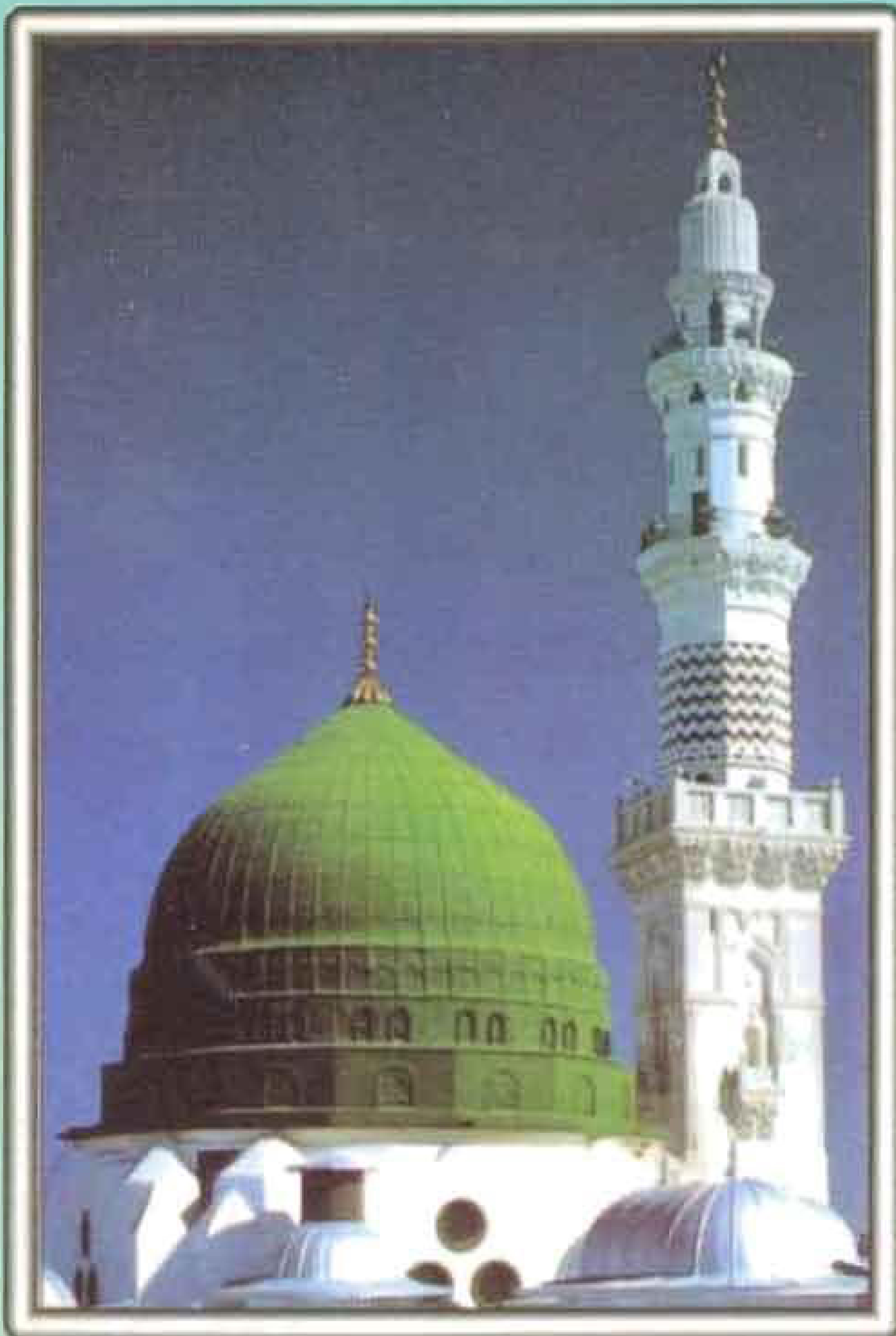
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

(اہل نظر کے لئے سبق آموز مضامین)

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات



مرتب

امتیاز احمد

ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مدینہ منورہ

مصنف : .... امتیاز احمد

شہریت : .... امریکی

تعلیم : .... ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

۱ ۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام آباد ۔ پاکستان

۲ ۔ پرنسپل اسلامک اسکولز ۔ امریکہ

۳ ۔ جنرل مینیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) رفاہی ادارہ امریکہ

۴ ۔ بانی توحید مسجد آف فارمنگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan)

اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)

۵ ۔ مشیر عریبین ایڈوانس سسٹمز (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ : ص ب: 4321 ۔ مدینہ منورۃ ۔ سعودی عرب

ای میل : Email: mezaan22@hotmail.com

ویب سائٹ : Website: www.imtiazahmad.com

For URDU visit ; www.QuranoSunnah.com

امتیاز احمد (مقیم مدینہ منورۃ) کی کتابیں مندرجہ ذیل مقامات سے مناسب قیمت پر حاصل کی جا سکتی ہیں ۔

1 - BOOKS AND BOOKS store in Commercial Center,
Satellite Town, Rawalpindi in PAKISTAN,
00-92-51-4420495, 4420248, Fax 4423025
KHALID ZAMAN 00-92-3335111722

2 - DARUL HUDA , CHENNAI, TAMILNADU, INDIA
91-44-25247866, 9840174121, 9840891551
Email. muftiomar@yahoo.com

3 - FOR LAHORE PAKISTAN, CONTACT :
Ammar - ul - Islam 0300- 8464042
email. mrammar@hotmail.com

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

أحمد ، امتياز

وذكر فإن الذكرى تنفع المؤمنين / امتياز أحمد . المدينة المنورة ١٤٢٣ هـ

١٥٢ ص ، ٢١ سم

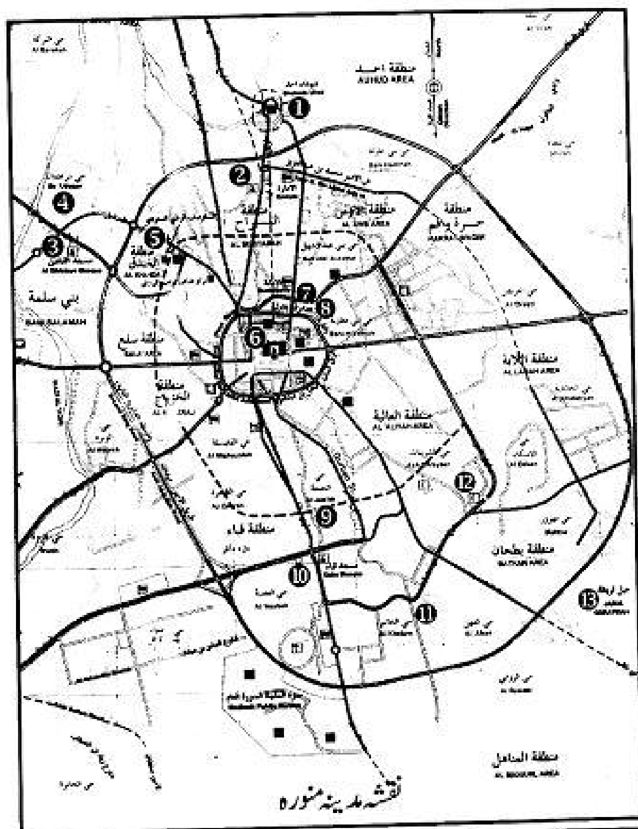
١ . خطبات

ديوي : ١٤٢٣/٣٩٦٨

رقم الإيداع : ١٤٢٣/٣٩٦٨ ردمك : ٠ ـ ٤٤٦ ـ ١٠ ـ ٩٩٦٠

مطابع الرشيد : المدينة المنورة ، ص ب ١١٠١ ، فون : ٨٣٦٨٣٨٢

فہرست



۱- شہداء احد
۲- مسجد مستراح
۳- مسجد قبلتین
۴- بئر عثمانؓ
۵- جنگ خندق
۶- مسجد نبوی شریف
۷- مسجد ابوذرؓ
۸- مسجد اجابہ
۹- مسجد جمعہ
۱۰- مسجد قباء
۱۱- بنو نضیر
۱۲- مدینہ ہسپتال
۱۳- جبل قریظہ

تعارف

زائرین مدینہ منورہ بہت خوش قسمت لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت کاملہ سے نوازا۔ اور انکی زندگی بھر کی دلی خواہش کو پورا کر دیا۔ یہاں پہنچنے کیلئے ہر شخص کو بہت مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بالآخران کا خواب حقیقت بن جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو اس روحانی فضا میں پاتے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر تین امور کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مسجد نبوی میں باجماعت نماز قرآن کریم کی مسلسل تلاوت اور رسول اکرم (ﷺ)، آپکے صحابہ کرام، آپکی ازواج مطہرات اور انکی آل پر صلوٰۃ وسلام۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان سب عبادات کو قبول فرمائیں۔ آمین!

اس کے علاوہ زائرین چند تاریخی اور مذہبی مقامات پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ مثلاً جب وہ غزوہ احد کے مقام پر جاتے ہیں تو سید الشہداءؓ اور دیگر شہداءؓ کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح غزوہ احزاب (خندق) کے مقام پر تعمیر شدہ مساجد میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ مسجد قباء اور مسجد قبلتین میں بھی حاضری دیتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ان مقامات پر حاضری دینے سے پہلے ان کے بارے میں انہیں کچھ مطالعہ کرنا چاہئے۔ مثلاً غزوۃ احزاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ نازل فرمادی۔ تاکہ ہم اس سے سبق سیکھیں۔ اسی طرح غزوۃ احد کی تفصیل سورۃ آل عمران میں دی گئی ہے۔ اگر ہم ان مقامات اور واقعات کے بارے میں دلجمعی سے مطالعہ کر لیں گے تو وہاں پر حاضری کے دوران انکی اہمیت اور فوقیت سے پوری طرح مستفید ہو سکیں گے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ تاریخی کتابوں میں واقعات نہایت تفصیل سے درج ہوتے ہیں۔ اور زائرین کے پاس مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ تفصیلی مطالعہ کر سکیں اور اس تعلیم کو اپنے اندر جذب کر سکیں اسی طرح حج وعمرہ کی گائیڈ میں ان مقامات کا سرسری ذکر ہوتا ہے اور یہ کتابیں ان مقامات سے متعلق اہم نکات ونتائج سے خالی ہوتی ہیں۔

اس کتابچہ کا مقصد یہ ہے۔ کہ ان واقعات سے جو جو اہم سبق ہم سیکھ سکتے ہیں اُن کو نہایت اختصار کے ساتھ زائرین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے تاکہ انکے اس کتابچہ کو پڑھنے اور اس سے سبق سیکھنے کے ارادہ کو تقویت ملے۔ اس مطالعہ سے زائرین اپنے آباواجداد کی قربانیوں اور انکے روحانی مقام کو زیادہ اچھی طرح جان اور پہچان سکیں گے۔ اور اُن کا ایمان بڑھے گا اور جب وہ

روحانیت سے سرشار ہو کر گھر لوٹیں گے تو ان کی زندگیوں میں انشاء اللہ خود بخود انقلاب آ جائے گا۔

زائرین کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ خلفاء الراشدین کی زندگیوں کو ہر لحہ ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ ان کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس لئے ان کی زندگیوں کا سرسری جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے پرانے یہودی قبائل کا حال اور رویہ بھی درج ہے۔ نیز رسول اکرم (ﷺ) اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف انکی چند سازشوں کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر ہے۔ اس کتابچہ سے زائرین کو مدینہ منورہ کے حالات واقعات اور مشکلات کا کافی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔

اگر ہر شخص اِن حالات کا اپنی موجودہ زندگی سے مقابلہ کرے تو غالباً یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ فی زمانہ اسلامی احکام پر کاربند ہونا نسبتاً آسان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو پختگی عطا فرما دیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو اپنی مدد آپ کریں۔ مثلاً ہر مرد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد اپنے وطن میں باجماعت نماز کی ادائیگی کو ترجیح دے۔ اور ہر عورت جسطرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حجاب کا خیال رکھتی ہے اسی طرح اپنے وطن میں بھی اس پر کاربند رہے تو ایسی عورت نہایت خاموشی سے اپنے معاشرے کو سنوار دے گی۔ جو کہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بے جانہ ہوگا کہ ایک بار میں نے اپنی اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صوفیہ کو یہ کہا کہ آپ مبارک باد کی مستحق ہیں۔ کیونکہ آپ نے حجاب کا اہتمام نہ صرف اسلامی ممالک میں بلکہ امریکہ میں بھی کیا۔ انہوں نے جواباً ایک بہت کام کی بات کہی۔ ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حجاب سے ہم نہ صرف اپنی حفاظت کرتی ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر مردوں کو شر سے بچاتی ہیں۔ یہ نکتہ پہلی بار میری سمجھ میں آیا۔ کہ عورتوں کا حجاب دراصل ہم مردوں کی مدد اور اصلاح کیلئے ہے۔ اور عورتوں کا مردوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

روحانیت کی ترقی کو پرکھنے کا ایک سادہ ٹیسٹ بھی ہے۔ اگر ہر مرد باجماعت نماز کا اور ہر عورت اسلامی پردہ کا پہلے سے زیادہ اہتمام کرتی ہے تو واضح ہے کہ اُن پر اللہ کے فضل وکرم کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر کاربند نہیں تو وہ شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر رہا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے اس ضروری کتابچہ کو تحریر کرنے کی سوچ اور توفیق عطا فرمائی۔ مدینہ منورہ میں مجھے اپنے سابقہ اسکول یعنی ایئر فورس پبلک اسکول سرگودھا پاکستان کے نوجوان بھائی محمد صدیق شیخ صاحب سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف اس کتابچہ کو آپ تک پہنچانے میں مدد دی بلکہ اس کا مقدمہ لکھنا بھی قبول فرمایا۔

میں جناب ڈاکٹر اصغر علی شیخ صاحب کا بھی شکر گذار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اس کتابچہ کی تیاری میں بہت معونت فرمائی۔

میں اپنی اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ کا بھی بے حد ممنون ہوں کیونکہ میری سب کتابوں کی اشاعت وطباعت انکی امریکہ میں میڈیکل پریکٹس کی آمدن سے ہوئی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ میرے کنبے اور آباؤ اجداد کو اپنی نیک دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

احقر

امتیاز احمد

اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

(اقبال)

مقدمہ

الحمد للہ ہر سال لاکھوں مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں بھی حاضری دیتے ہیں چونکہ نقل وحرکت کی سہولتیں اور حاجیوں کی رہائش دن بدن جدید تر ہو رہی ہیں۔ اس لئے اکثر زائرین مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ زائرین کے لیڈروں کے پاس نہ تو اتنی تعلیم ہے اور نہ ہی وقت کہ وہ حجاج کرام کو تاریخی مقامات کی تفصیل بتا سکیں۔ اگرچہ تاریخ مدینہ کی کئی کتب بھی بازار میں ملتی ہیں۔ لیکن اکثر حاجی صاحبان اس سہولت سے نا آشنا ہیں۔ اور جو ان کتب کو حاصل کرتے ہیں انہیں بھی مدینہ منورہ کے مختصر قیام کے دوران انہیں پڑھنے اور سمجھنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس کے برعکس حج وعمرہ گائیڈز میں تاریخی مقامات کا محض تعارف ہوتا ہے تفصیل نہیں ہوتی۔

لہذا سالہا سال سے ایک ایسے کتابچے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو اختصار کے ساتھ مدینہ منورہ کے اہم تاریخی مقامات وحالات کو بیان کرے اور قرآن پاک کی روشنی میں ان پر تبصرہ بھی پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ''اہل نظر کیلئے سبق آموز مضامین'' نے اس خلا کو پُر کر دیا ہے۔

اس کتابچے کے پڑھنے سے نہ صرف آباؤ اجداد کی غیر معمولی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اسلام نے کفار اور منافقین کی سر توڑ سازشوں کے باوجود کیسے ترقی کی اور اللہ کی مدد اور رحمت کاملہ کے باعث ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست نے کیسے استحکام اور فروغ حاصل کیا۔ یقیناً اس کا تمام تر سہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے سر ہے۔ پس ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے۔

الحمد للہ اس کتابچے میں تمام تاریخی حالات اور واقعات مستند اور مدلل انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ مزید براں ان حالات اور واقعات سے اخذ شدہ نتائج کو اختصار اور آسان زبان میں درج کر دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کتابچے کے مطالعہ سے قارئین کی روحانی ترقی ہوگی اور وہ تاریخی مقامات کی زیارتوں سے صحیح معنوں میں مستفید ہوں گے۔

میں ''اہل نظر کیلئے سبق آموز مضامین'' کے مصنف امتیاز احمد صاحب کو اس قدر معیاری کتاب کی تصنیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق شیخ ڈپٹی ڈائریکٹر حج ، مدینہ منورہ

ستمبر 2004

مدینہ منورہ کے فضائل

جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی۔ یا اللہ آپ کے محبوب ترین شہر سے نکلا ہوں اب مجھے اپنے سب سے پسندیدہ شہر لے چلیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے آپ کو مدینہ منورہ لے آئے۔ پس مدینہ منورہ اللہ تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ شہر ٹھہرا۔ اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی رسول اکرم ﷺ نے اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں ہی گزارنا پسند فرمائی۔ یاد رہے کہ سب شہر تلوار کے زور سے فتح ہوئے۔ لیکن مدینہ منورہ ایک ایسا شہر ہے جو قرآن پاک کی تعلیمات سے سر ہوا۔

جب رسول اکرم ﷺ کسی سفر سے واپس مدینہ آتے تو شہر کے قریب پہنچتے ہی مدینہ کے اشتیاق کی وجہ سے سواری کو تیز کر دیتے اور اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیتے۔ تاکہ مدینہ منورہ کی ہوا سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اگر راستے میں گرد وغبار بھی ہو تو بھی چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے۔ کیونکہ مدینہ کی خاک میں بھی شفا کی تاثیر ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر کو مدینۃ الشفاء بھی کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی کہ مدینہ منورہ میں ہی موت کی دعا کیا کریں۔ آپ نے فرمایا جس کو مدینہ منورہ میں موت آئے گی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔

علماء کا کہنا ہے کہ جو فرمانبردار ہونگے آپ انکی گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ اکثر دعا فرماتے۔ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرمایئے اور رسول اکرم ﷺ کے شہر میں موت نصیب فرمایئے۔ (بخاری) اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ امام مالکؒ صرف ایک بار حج کیلئے مکہ مکرمہ گئے۔ باقی سب زندگی اس آس پہ مدینہ منورہ میں گزاری کہ یہاں ہی موت نصیب ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے نبی تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے دعا کی۔ میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ میں وہی دعا مدینہ منورہ کیلئے کرتا ہوں۔ اے اللہ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت دوگنی برکت عطا فرما اور انکے مد وصاع (ناپ اور تول کے پیمانے) میں بھی برکت عطا فرما۔ (بخاری)

مدینہ منورہ ہر شخص کو اس کے گناہوں کو دور کرنے میں ایسے ہی مدد دیتا ہے جیسے بھٹی چاندی کو

صاف وشفاف کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے تو اس پر اُس دن کسی زہر یا جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ (بخاری) جبکہ مسلم میں درج ہے کہ مدینہ منورہ کی ناشتے میں سات کھجوریں کھانے سے اس دن زہر یا جادو کا اثر نہ ہوگا۔

مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا جن کی بنیاد خالصتاً تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی پر ہے۔ مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا منبر قیامت کے دن جنت میں داخلے کیلئے سیڑھی ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے منبر اور آپکے روضہ مبارک کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ دجال مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (بخاری)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ والوں کی عزت کرو۔ کیونکہ میں نے نہ صرف مدینہ منورہ کے لئے ہجرت کی۔ بلکہ میری قبر بھی مدینہ منورہ میں ہوگی اور میں قیامت کے دن مدینہ منورہ سے ہی اُٹھوں گا۔ پس اہل مدینہ کے حقوق کا خاص خیال رکھو کیونکہ وہ میرے پڑوسی ہیں۔ تم پر واجب ہے کہ میرے پڑوسیوں کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کرو۔ اگر کوئی شخص میرے پڑوسیوں کو عزت کی نظر سے دیکھے گا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ میں رکھے اور قبولیت کے ساتھ یہاں سے ہی اپنے پاس بلالے۔ آمین۔

اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر صحیح وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا بطور خاص وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرمادیں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں۔
۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں۔

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔
۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔
۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔
۴۔ سجدے کے دوران پاؤں زمین پر جمے رہیں۔
۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگائے رکھیں۔
۶۔ مردوں کو سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہئیں۔
۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

خلفاءراشدین کی زندگیوں کا سرسری جائزہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ (11H - 13H)

مدینہ منورہ پہنچ کر زائرین کو خلفاء راشدین سے بہت قربت ہو جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ وہ ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں سے سبق سیکھیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: سورۃ النساء 69

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّـٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُو۟لَـٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴿69﴾

(ترجمہ) اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

صدیق اس کو بھی کہتے ہیں جو سچائی کی تصدیق کرے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کے واقعہ معراج شریف کی سب سے پہلے اور فوری تصدیق کی۔ اس لئے حضور ﷺ نے انہیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

علماء کے قول کے مطابق صدیق اس کو بھی کہتے ہیں۔ جو اسلام کے بارے میں سنتے ہی فوراً بلا تعمل اور پورے اخلاص سے اسلام قبول کر لے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایسے ہی کیا۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کا خطاب ملا۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے یہ واضح ہے کہ ایک صدیق کا مقام ایک شہید سے بھی بلند ہے۔ پس صدیق ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

طلوع اسلام سے پہلے بھی حضرت ابوبکرؓ کو محمد ﷺ سے بہت اُنس تھا اور ان کے جگری دوستوں میں سے تھے۔ سچ ہے کہ ایک شخص اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر اتنا گہرا اعتماد تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام متعارف ہوتے ہی فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنا تن من دھن اسلام کے فروغ میں لگا دیا۔ کئی جلیل القدر صحابہ نے آپکی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت بہت پسند آئی۔ یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے دوران بھی حضرت ابوبکرؓ ہی آپ کے رفیق تھے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِىَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَٰحِبِهِۦ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُۥ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلسُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿40﴾

(ترجمہ) اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو خدا اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اُسوقت) دو ہی شخص تھے جن میں (ایک حضرت ابو بکرؓ تھے دوسرے (خود رسول اللہ ﷺ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو خدا نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

مشرکین نئے مسلمانوں کو ایسی ایذائیں پہنچاتے کہ اُن کے لکھنے پڑھنے اور سُننے سے دل تڑپ اٹھتا ہے۔ مثلاً حضرت خباب بن ارتؓ ایک عورت کے غلام تھے۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین ان کو آگ کے شعلوں پر ڈال دیتے اور اُن کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ تاکہ حضرت خبابؓ حرکت نہ کر سکیں۔ کئی بار آپ کے زخموں سے بہتا ہوا خون ان شعلوں کی تمازت کو کم کر دیتا۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خبابؓ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فُہیرہؓ کو اپنے پیسوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی طرح زنیرہؓ۔ نہدیہؓ اور اُم عمیسؓ بھی غلام عورتیں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے انہیں بہت اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سب کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابو بکرؓ قرآن پاک کی تعلیمات کو بہت گہرائی سے سمجھتے تھے۔ مثلاً رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ (جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں) اپنے حواس کھو

بیٹھے تو حضرت ابوبکرؓ نے آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ کی تلاوت کر کے سب کے شکوک کو رفع کر دیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿144﴾

(ترجمہ) اور محمد ﷺ تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔ اور خدا شکر گذاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اُن سے جہاد کرنا چاہا تو بعض صحابہ کرامؓ نے آپ سے کہا۔ کیا آپ اُن کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر ہیں وہ یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ زکوٰۃ ادا کیئے بغیر نماز بھی معلق رہتی ہے پس آپ نے منکرین زکوٰۃ سے قتال کیا۔ اور ایسے غیر اسلامی رجحانات کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کا یہ عمل ان سب کیلئے بہت بڑی یاددہانی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف ہیں۔

ایک ایسا وقت تھا کہ کئی صحابہ کرامؓ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ سب صحابہ کرامؓ کے گھروں کے مسجد میں کھلنے والے دروازے بند کر دیے جائیں سوائے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے۔ یہ ایک طرح کی پیشن گوئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ بنیں گے۔

اگر آپ منبر نبوی سے مغرب کیطرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا یہ گھر تھا۔ اور یہ موجودہ باب صدیق کی سیدھ میں تھا۔ مندرجہ بالا سنت کو قائم کرنے کیلئے مسجد نبوی شریف کی ہر توسیع کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے کو قدرے مغرب کیطرف دکھایا گیا ہے۔ باب صدیق اسی سنت کی اتباع میں ہے۔ اور اس پر خوخہ حضرت ابوبکر لکھا ہے (خوخہ کے معنی چھوٹا دروازہ)۔

رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے دوران حضرت ابوبکرؓ کو ہی امام مقرر کیا گیا یہ بھی آپ کے پہلا خلیفہ بننے کی پیشین گوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ایک تاریخی مقام میں ہوئی جو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ جگہ ابھی بھی موجود ہے۔ اگر آپ مسجد نبوی کے نئے باب سعود سے سعودی بس اسٹاپ SAPTCO یا سعودی پبلک ٹرانسپورٹیشن کمپنی کی طرف چلیں تو سقیفہ بنو ساعدہ باب سعود اور اس کمپنی کے درمیان میں واقع ہے۔ اس جگہ اس وقت ایک باغیچہ اور الیکٹرک پاور ہاؤس ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں جہاد میں کئی حفاظ شہید ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ نے قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروادیا۔ جو کہ بہت دور اندیشی اور غیر معمولی کارنامہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ اسلام کی مالی اعانت میں ہمیشہ سرفہرست رہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ راہ حق میں صحابہ کرامؓ سے مالی اعانت کا اعلان فرمایا تو آپ نے گھر کی ایک ایک چیز حضور ﷺ کے سامنے لاکر ڈھیر کردی اور جب حضور نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ تو آپ نے فرمایا کہ صرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔ اسی بات کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے خدا اور اس کا رسول بس

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور اس کی روشنی میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ اور صحابہ کرامؓ کے مکالمات بہت دلچسپ ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھا۔ اگر میرے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا۔ وہ اس منصب کیلئے سب سے موزوں ہیں۔ لیکن سخت مزاج ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ وہ سخت مزاج اس لئے ہیں کیونکہ وہ مجھے نرم مزاج پاتے ہیں۔ جب وہ خلیفہ بنیں گے تو خود بخود سختی کو چھوڑ دیں گے۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کی رائے دریافت کی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ کا باطن انکے ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ درحقیقت ہم میں سے کوئی بھی انکا ہمسر نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اُسید بن حضیرؓ سے بھی انکی رائے پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ آپکے بہترین جانشین ہونگے۔ کیونکہ وہ خوش ہونے والی باتوں پر خوش ہوتے

ہیں اور ناراض ہونے والی باتوں پر ناراض۔ اُن کا باطن انکے ظاہر سے بھی بہتر ہے۔ وہ خلافت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اسی طرح کئی اور مہاجرین اور انصار سے بھی مشورہ کیا۔

ابن اُثیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے نہایت سنجیدگی سے غور وخوض ہورہا ہے تو آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نہایت سخت مزاج ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ اُن کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب کیسے دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا کہ یا اللہ میں نے تیرے بندوں پر ایک بہترین بندہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

ابن اُثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے وفات سے پہلے پوچھا۔ جب سے میں خلیفہ بنا ہوں کونسی نئی اشیاء میری ملکیت میں آئی ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ مندرجہ ذیل تین اشیاء کا اضافہ ہوا ہے۔

۱۔ ایک اونٹ جو کہ پانی لانے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ ایک غلام جو کہ نہ صرف بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے بلکہ مجاہدین کی تلواروں کو بھی تیز کرتا ہے۔

۳۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ میری وفات کے بعد یہ تینوں اشیاء نئے خلیفہ کے حوالے کردی جائیں۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ اشیاء موصول ہوئیں تو وہ زاروقطار رونے لگے۔ اور یہ کہتے جاتے تھے۔ یا حضرت ابوبکرؓ آپ نے ایسی بینظیر مثال قائم کرکے اپنے جانشین کا کام بہت مشکل کردیا ہے۔

اس واقعہ میں ان سب کیلئے سبق ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے بعد غیر قانونی طور پر دولت جمع کر لیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہوکر ایک وسیع و بلیغ خطبہ دیا۔ جس کی چند سطور یہاں درج ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اے حضرت ابوبکرؓ اللہ آپ پر رحم فرمائیں۔ آپ رسول اللہ کے محبوب معتمد محرم راز اور مشیر تھے۔ آپ نہ صرف سب سے پہلے اسلام لائے۔ بلکہ سب سے مخلص مومن تھے... آپ رفیق غار تھے... جب لوگ مرتد ہوئے آپ نے خلافت کا حق ادا کیا اور مرتد عاجز آگئے... پس اللہ آپ کو آپ کے نبیؐ سے ملادے...

جونہی حضرت علیؓ نے خطبہ ختم کیا تو لوگ زاروقطار رونے لگے اور سب نے بیک زبان کہا۔

"ہاں بیشک اے رسول اللہ کے داماد آپ نے سچ فرمایا"۔

حضرت عمر فاروقؓ (13H - 23H)

ابن ہشام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ ان کے خاندان بنی عدی کی ایک غلام عورت نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے اسوقت تک ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں بہت غصہ آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ اس عورت کو اتنا مارتے کہ تھک جاتے۔ بالآخر اس مسلمان عورت سے کہتے کہ میں آج تمہیں مزید مارنا بند کر رہا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ تم پر ترس کھا رہا ہوں بلکہ اس لئے کہ میں تمہیں مار مار کر تھک گیا ہوں۔ اس عورت کو روزانہ ایسی اذیت دی جاتی حتیٰ کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا۔

الجوزی نے اپنی کتاب تاریخ عمر بن خطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ خانہ کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے۔ اس وقت رسول اکرم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت کی حضرت عمرؓ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت سے بہت متاثر ہوئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ کسی بڑے شاعر کا کلام ہے۔ اس وقت رسول اکرم نے الحاقہ آیات نمبر 41 کی تلاوت فرمائی۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿41﴾

(ترجمہ) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

اس پر حضرت عمرؓ نے دل ہی دل میں کہا۔ پھر یہ ضرور کسی کاہن کا کلام ہے اس پر رسول اکرم ﷺ نے آیت نمبر ۴۲ اور اس سورت کی باقی آیات کی تلاوت فرمائی۔ الحاقہ: 52-42

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿42﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿43﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿44﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿45﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿46﴾ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿47﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿48﴾ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ﴿49﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿50﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿51﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿52﴾

(ترجمہ) اور نہ کسی کاہن کا کلام ہے۔ لیکن تم لوگ بہت کم فکر کرتے ہو۔ (یہ تو) پروردگار عالم کا

اُتارا (ہوا) ہے۔ اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اُن کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں۔ نیز یہ کافروں کے لئے (موجب) حسرت ہے۔ اور بیشک کہ یہ قابل یقین ہے۔ سو تم اپنے پروردگار عزّ وجلّ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن سے میرا دل اتنا متاثر ہوا کہ اس دن مجھے یقین ہو گیا اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ لیکن میں آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھا۔ اور حسب معمول اسلام کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرتا رہا۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ سے اسلام کی دن بدن ترقی دیکھی نہ گئی۔ ایک دن ننگی تلوار لیکر اپنے گھر سے نکلے تا کہ تو بہ نعوذ باللہ بانی اسلام محمد ﷺ کا کام تمام کردیں اور اس طرح اس نئے مذہب کا قلع قمع ہو۔ راستے میں انکا ایک دوست سے ٹکراؤ ہوا۔ دوست نے پوچھا کہاں کی ٹھانی ہے۔ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ محمد ﷺ کا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔ دوست نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کو سنبھالو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مشرف با اسلام ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بھڑک اٹھے اور اپنا رخ بہن کے گھر کیطرف کرلیا۔ مکان کے پاس کچھ تلاوت کی آواز سنی۔ سرعت سے مکان میں داخل ہو گئے اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔ بہن آڑے آئی تو اسے بھی مار مار کر زخمی کر دیا۔ بہن کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ بہن پھر بھی کہتی جاتی تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھ کر تھوڑے سے کھسیانے ہو گئے۔ اور کہا اچھا وہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا۔ تم ناپاک ہو۔ پہلے غسل کرو۔ پھر اس کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔ غسل کے بعد حضرت عمرؓ نے طٰہٰ کی آیات 1 تا 14 تلاوت کی۔

طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ ﴿٢﴾ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٣﴾ تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ ٱلْأَرْضَ وَٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلْعُلَى ﴿٤﴾ ٱلرَّحْمَٰنُ عَلَى ٱلْعَرْشِ

ٱسْتَوَىٰ ﴿٥﴾ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ ٱلثَّرَىٰ
﴿٦﴾ وَإِن تَجْهَرْ بِٱلْقَوْلِ فَإِنَّهُۥ يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ وَأَخْفَى ﴿٧﴾ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ﴿٨﴾ وَهَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ مُوسَىٰٓ ﴿٩﴾ إِذْ رَءَا نَارًا
فَقَالَ لِأَهْلِهِ ٱمْكُثُوٓا۟ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىٓ ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى ٱلنَّارِ
هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِىَ يَٰمُوسَىٰٓ ﴿١١﴾ إِنِّىٓ أَنَا۠ رَبُّكَ فَٱخْلَعْ نَعْلَيْكَ
إِنَّكَ بِٱلْوَادِ ٱلْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾ وَأَنَا ٱخْتَرْتُكَ فَٱسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰٓ ﴿١٣﴾ إِنَّنِىٓ
أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدْنِى وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِىٓ ﴿١٤﴾

(ترجمہ) طٰہٰ۔ (اے محمد) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کیلئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے۔ یہ اُس (ذات برتر) کا اُتارا ہوا ہے۔ جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان بنائے۔ (یعنی خدائے) رحمٰن۔ جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ زمین کی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے۔ (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس کے (سب) نام اچھے ہیں۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے مَیں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کر سکوں۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ۔ مَیں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طوٰی میں ہو۔ اور میں نے تم کو منتخب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سُنو۔ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔

تلاوت کے بعد حضرت عمرؓ بے ساختہ کہنے لگے۔ یہ کتنی پیاری اور اعلیٰ کتاب ہے مجھے بھی محمد ﷺ کے گھر کی طرف رہبری کرو۔ پس حضرت عمرؓ سیدھے محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

بخاری میں درج ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین نے حضرت عمرؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تا کہ انہیں آبائی مذہب سے منحرف ہونے پر قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کے ایک دوست نے اس گروہ کو بڑی مشکل سے منتشر کیا۔

الجوزی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا۔ کیا ہم حق پر نہیں خواہ ہم جئیں یا مریں۔ رسول اکرم ﷺ نے جواب دیا۔ یقیناً ہم حق پر ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور اب ہم اسلام کی تبلیغ اور نماز کی ادائیگی چھپ کر نہیں بلکہ مشرکوں کی موجودگی میں کریں گے۔

اتفاق کی بات ہے کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ تین دن پہلے مشرف با اسلام ہوئے تھے۔ اُن کا بھی بہت رعب تھا۔ اب سب مسلمان حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت میں دو قطاروں میں باہر نکلے اور کھلم کھلا نماز پڑھنے اور تبلیغ کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت دیکھ کر مشرکوں کے دل جل گئے۔ لیکن انہیں مداخلت کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی روز رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو بہت تقویت اور عزت ملی۔

حضرت عمرؓ کی دور اندیشی

حضرت عمرؓ بہت ذہین اور دور اندیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی کئی تجاویز پسند آئیں اور اُن کو قرآنی تعلیمات کے ذریعے آئندہ نسلوں کیلئے فرض کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ سب قسم کے لوگ آپ سے ملنے آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض اچھے ہیں اور بعض اچھے ذہن کے حامل نہیں ہوتے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین فرما دیں۔ تا کہ وہ بُرے لوگوں کی شر سے بچ جائیں۔

حضرت عمرؓ کے اس قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کیلئے یہ آیت نازل فرما دی۔ الاحزاب:53

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ

(ترجمہ) اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔

اس کے بعد سب مسلمان عورتوں کیلئے بھی آیت نازل فرمائی۔ الاحزاب: 59

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾

(ترجمہ) اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنی (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُنکو ایذا نہ دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ رب العزت نے تین معاملات میں میری تائید فرمائی:

اولاً: میں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی: البقرۃ : 125

وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى

(ترجمہ) اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُسکو نماز کی جگہ بنالو۔

دوسری بات یہ کہ جیسا کہ اُوپر ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں حکم صادر فرمایا۔

تیسرے یہ کہ جب رسول اکرم ﷺ کی بیویوں میں رشک اور قدرے حسد پیدا ہوا جس سے قدرتی طور پر رسول اکرم ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ حضرت عمرؓ کو رسول اکرم ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ آپ کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور امہات مومنین کو اور خاص کر اپنی بیٹی حفصہؓ کو کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی آیت نازل فرمادی۔ التحریم: 5

عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَٰتٍ مُّؤْمِنَٰتٍ قَٰنِتَٰتٍ تَٰٓئِبَٰتٍ عَٰبِدَٰتٍ سَٰٓئِحَٰتٍ ثَيِّبَٰتٍ وَأَبْكَارًا ﴿٥﴾

(ترجمہ) اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں۔ اُن کا پروردگار تمہارے بدلے اُن کو تم سے بہتر بیبیاں دیدے مسلمان صاحبِ ایمان فرمانبردار توبہ کرنیوالیاں عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں۔

حضرت عمرؓ کی فراست

حضرت عمرؓ غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے ہر معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اور اپنے فیصلہ کا نہایت جرأت سے اعلان فرماتے۔ مثلاً بدر کی جنگ کے بعد مشرکین کے ستر سردار قید ہوئے۔ اس وقت تک اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے کوئی ہدایات نازل نہ ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ذکر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ اسیران جنگ کا معاملہ دو طرح سے نبٹایا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ سب اسیران جنگ کو قتل کر دیا جائے تا کہ طاقتور دشمن کی کمر ٹوٹ جائے۔ یا یہ کہ اسیران جنگ سے مالی تاوان لیکر انہیں رہا کر دیا جائے۔ آپ نے صحابہ کرامؓ کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے پہلی رائے سے اتفاق کیا۔ جب کہ باقی سب صحابہ کرامؓ نے دوسری رائے کو بہتر سمجھا۔ رسول اکرم ﷺ چونکہ رحمۃ العالمین ہیں۔ انہوں نے بھی دوسری رائے پر عمل درآمد کیا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ جس میں دوسری رائے کی ترغیب دینے والے صحابہ کرامؓ کو تنبیہ کی گئی: الانفال: 67-68

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنْيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلْءَاخِرَةَ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿67﴾ لَّوْلَا كِتَـٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿68﴾

(ترجمہ) پیغمبر کو شایان نہیں کہ اُس کے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے۔ اگر خدا کا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا۔ تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اُس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں مزید ہدایات نازل فرمائیں۔

اورامتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ ان ہدایات کی رو سے اسیرانِ جنگ کا تاوان اور مالِ غنیمت امتِ محمدیہ کیلئے حلال کر دیئے گئے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کو ان کی گذشتہ لغزش معاف کر دی۔ الانفال: 69

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ 

(ترجمہ) تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اُسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب ہے۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عمرؓ کی رشتہ داری

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ سے شادی کی۔ اس طرح حفصہؓ امہات المومنین میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ابن عبدالبر القرطبی (363-463H) نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اور حافظ ابن حجر العسقلانی (773-852H) نے اپنی کتاب الاصابہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی۔ اس شادی کے بعد حضرت عمرؓ فخر سے کہتے تھے کہ اب میں رسول اکرم ﷺ کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت اسلامی طرزِ حکومت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپ نے ایران۔ شام۔ روم۔ فلسطین اور ترکی کے بعض حصے فتح کئے آپ نہایت ذہین اور مدبر تھے آپ کا نظامِ حکومت اصلاحات اور خدمتِ خلق کا جذبہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ آپ ہی نے اسلامی کیلنڈر بھی رائج کیا۔

فتح یروشلم

فتح یروشلم نہایت دلچسپ واقعہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے یروشلم کا محاصرہ کیا۔ بالآخر اہلِ یروشلم مسلمانوں سے صلح نامہ کرنے کیلئے اس شرط پر تیار ہوئے۔ کہ خلیفہ وقت اس صلح نامہ پر دستخط کرنے یروشلم آئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ایک غلام سالم نامی کے ہمراہ یروشلم کیلئے روانہ ہو گئے۔ ان دونوں کے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر غلام اور آقا باری باری سواری کرتے جبکہ دوسرا ساتھی پیدل چلتا۔ یاد رہے کہ ان کے ساتھ کوئی اور سکیورٹی یا پروٹوکول نہیں تھا کئی دنوں کے سفر کے بعد جب یروشلم شہر میں داخل ہونے لگے تو سالم کی سواری کرنے کی باری تھی۔ اور حضرت عمرؓ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے۔ سالم نے اپنی باری حضرت عمرؓ کو پیش کی۔ لیکن

حضرت عمرؓ نے انکار کیا اور فرمایا۔ کہ اسلام کی دی ہوئی عزت ہمارے لئے کافی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتے یروشلم میں داخل ہوتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے باہمی صلح نامہ پر دستخط کئے۔ اور اہل یروشلم کو ہر طرح سے ذاتی اور مالی تحفظ اور امان عطا فرمائی۔ آپ نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور بغیر کسی روک ٹوک کے عبادت کرنے کی بھی اجازت دی۔

آپ کی شہادت

۲۶ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے نصرانی غلام ابولولو فیروز نے فجر کی نماز کے دوران حضرت عمرؓ پر اپنے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپ شدید زخمی ہوئے اور فرش پر گر پڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز مکمل کرائی۔ ابولولو نے اپنے آپ کو بھی خنجر سے ہلاک کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے لئے ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی۔

آپکی صاحبزادی حفصہؓ ماتمی الفاظ کہتی ہوئی اپنے والد کے پاس پہنچی۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کہا میں تمہاری آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا لیکن یاد رکھو جس میت پر بین کیا جاتا ہے۔ فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت صہیبؓ آپ کے زخم دیکھ کر چیخ اٹھے۔ ہائے عمر۔ ہائے عمر۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بھائی صبر سے کام لو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر ماتم کیا جاتا ہے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

وفات کے وقت حضرت عمرؓ کا سر انکے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے زانو پر تھا اور وہ وصیت سن رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ میرے زانو اور زمین میں کیا فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دے۔ شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی عاجزی اور خدا کا خوف عطا کر دیں۔ آمین!

بخاری میں درج ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کی وفات کے بعد علیؓ عمرؓ کے گھر تشریف لائے اور علیؓ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ فرمایا۔ اے عمرؓ اللہ تم پر رحم کرے تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے اعمال پر میں رشک کر کے ویسا ہی بننے کی کوشش کروں۔ خدا کی قسم مجھے یہی گمان غالب ہے کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ (بہشت اور قبر) میں رکھے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اکثر یہ فرماتے سنا۔ میں گیا اور ابوبکرؓ و عمرؓ (ساتھ تھے)۔ میں اندر داخل ہوا اور ابوبکرؓ و عمرؓ (بھی اندر داخل ہوئے) میں باہر نکلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ (بھی میرے ساتھ باہر نکلے)۔ اس سے واضح ہے کہ نہ صرف رسول اکرم ﷺ بلکہ علیؓ بھی اپنے بھائیوں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا کتنا احترام کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ (24H - 35H)

حضرت عثمانؓ نے طلوع اسلام کے فوراً بعد حضرت ابوبکرؓ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا آپ نے رسول اکرم ﷺ کی بیٹی رقیہؓ سے شادی کی۔ قریش کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر دونوں نے حبشہ ہجرت کی۔ امت محمدیہ میں آپ پہلا جوڑا تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں یہ خبر ملی کہ اب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے حالات بہتر ہیں۔ اس لئے آپ دونوں واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔ بعد ازاں آپ دونوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں رقیہؓ بیمار ہو گئیں۔ اور جب رسول اکرم ﷺ بدر کی جنگ میں مشغول تھے۔ رقیہؓ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

حضرت عثمانؓ نے رسول اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی۔ اور اس طرح آپ نے ذوالنورین کا لقب حاصل کیا۔ (یعنی دو نوروں والے)۔

حضرت عثمانؓ کی فیاضی

مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں کو روز مرہ استعمال کیلئے پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بئر رومہ ایک یہودی سے خریدا اور مسلمانوں کو مفت پانی مہیا کیا۔ یہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اس غیر معمولی عمل صالح کی وجہ سے جنت کی بشارت دی۔ سات ہجری کے دوران رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی شریف کی توسیع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ہی اس توسیع کیلئے مسجد نبوی شریف سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد کی ملک کر دی۔ حضرت عثمانؓ نے کئی معرکوں میں دل کھول کر پیسہ دیا۔ مثلاً تبوک کی جنگ کیلئے آپ نے نو سو اونٹ۔ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی شریف کی مزید توسیع کی۔ اسے نہایت خوبصورت پتھروں سے تعمیر کیا اور سب کام اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ کہ مسجد نبوی شریف کی جنوبی دیوار وہی ہے جو حضرت عثمانؓ نے تعمیر کرائی تھی اور آجکل بھی امام صاحب اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے حضرت عثمانؓ نے نماز کی امامت کی۔ اسی لئے اسے محراب عثمانی کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا دور خلافت

آپ کا ابتدائی دور خلافت نہایت پرسکون تھا۔ اور آپ نے ہر حکومتی شعبے کو ترقی دی۔ تاہم وسیع و عریض اسلامی سلطنت کو سنبھالنا قدرے مشکل ہو گیا۔ ابن سبا نے جو ایک یہودی منافق تھا۔ سازشوں کا جال بچھا دیا۔ بالآخر آپ کو اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا

گیا۔ آپ کی شہادت کی داستان نہایت المناک اور طویل ہے۔ آپ کا یہ گھر موجودہ باب بقیع کے سامنے تھا۔ آپ نے دشمنوں کے خلاف لڑائی نہ کی۔ بلکہ اپنی زندگی اس بات پر قربان کردی کہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی نہ ہو۔ شہادت کے وقت آپکی عمر ۸۲ برس تھی۔

یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مشکل حالات کے دوران حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو نہایت مخلصانہ رائے دیتے رہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے قریبی مشیر تھے۔ ان میں حد درجہ باہمی اعتماد اور احترام تھا۔ جب منافقین نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر بطور سیکورٹی گارڈ یا پاسبان مقرر کیا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے تقریباً ایک ماہ تک یہ اہم اور خطرناک ڈیوٹی دی۔ تاہم مجرمین حضرت عثمانؓ کے مکان کے عقب سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشگوئی کی تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ احد پہاڑ پر موجود تھے۔ پہاڑ اچانک تھرتھرانے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر آہستہ آہستہ مارا اور ساتھ ہی فرمایا۔ اے پہاڑ رک جا۔ کیونکہ تجھ پر ایک رسول۔ ایک صدیق اور دو شہداء ہیں۔ احد کا تھرتھرانا یک دم بند ہو گیا۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کیلئے ایک مجلس شوریٰ مقرر فرمائی۔ اس میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ اس مجلس شوری کی میٹنگ کے دوران حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے ووٹ دیا۔ جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے ووٹ دیا۔ بالآخر حضرت عثمانؓ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ ہر دو کو ایک دوسرے کا کتنا احترام تھا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی اور حضرت عمرؓ فخر سے یہ کہتے تھے کہ اس شادی کے بعد میں بھی رسول اکرم ﷺ کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

اگر ان سب امور کو سامنے رکھا جائے۔ تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ میں کسی قسم کی ان بن کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ وہ سب ایک دوسرے کے مداح اور مشیر خاص تھے۔ بدقسمتی سے بعض لوگ غلط بیانی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور حقائق کی روشنی میں اپنی اصلاح کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین!

حضرت علیؓ (35H - 40H)

حضرت علیؓ کی پرورش رسول اکرم ﷺ کے زیر سایہ ہوئی۔ پس حضرت علیؓ نے رسول اکرم ﷺ سے براہ راست تعلیم وتربیت حاصل کی۔ اور رسول اکرم ﷺ کے سب اوصاف حمیدہ کو دیکھا سمجھا اور اُن پر عمل پیرا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے بچپن میں ہی اسلام قبول کر لیا اور بچپن سے ہی پختہ ایمان آپکے دل میں پیوست ہو گیا تھا۔ آپ نے زندگی بھر اپنا چہرہ کسی بُت کے سامنے نہیں جھکایا۔ اسی لئے ہم آپ کے نام کے ساتھ تعظیماً کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ پر تعلیم وتبلیغ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل پہلی آیت نازل ہوئی۔ سورۃ الشعراء: 214

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾

(ترجمہ) اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔

یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہدایت اور تعلیم وتبلیغ پہنچایئے۔ پس رسول اکرم ﷺ نے ایک روز اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیا۔ اور کھانے کے دوران اسلام سے متعارف کرایا۔ لیکن حضرت علیؓ کے سوا کسی نے بھی آپکی بات کی طرف توجہ تک نہ دی اس وقت حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر نہایت جراتمندانہ انداز سے کہا گو میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ میری ٹانگیں بھی لاغر ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں۔ پھر بھی میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھی اور معاون رہوں گا۔ قریش کے سرداروں نے حضرت علیؓ کی یہ بات سن کر بہت زور سے قہقہہ لگایا۔

رسول اکرم ﷺ حضرت علیؓ کو بہت چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپ کی چہیتی بیٹی فاطمہؓ سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے جن کا نام حسنؓ حسینؓ اور محسنؓ (جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے) تھے۔ اس کے علاوہ زینبؓ اور کلثومؓ آپکی دو بیٹیاں تھیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ گو مکہ کے قریش رسول اکرم ﷺ کے جانی دشمن تھے۔ لیکن وہ بخوبی جانتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ قابل اعتماد اور ایماندار شخص ہیں۔ اس لئے آپ کے بدترین دشمن بھی اپنی قیمتی اشیاء اور زیورات رسول اکرم ﷺ کے پاس بطور امانت رکھا کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت علیؓ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور جرأت مند تھے۔ اسی لئے رسول

اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کو کہا اور ہدایت فرمائی کہ سب مالکوں کی امانتیں اُن کو واپس کریں۔ ایسے مشکل وقت میں ایسی ذمہ داری صرف حضرت علیؓ کو سونپی۔ جو کہ حضرت علیؓ کی اعلیٰ صلاحیتوں پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ کا شیر

حضرت علیؓ نے سب لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ مثلاً بدر کی جنگ کی ابتداء ہی میں ولید بن عتبہ نے مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علیؓ نے اس کا سامنا کیا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے واصل بہ جہنم کیا۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ اسی طرح احزاب کی لڑائی میں عمرو بن عبدود جو ایک نہایت تجربہ کار جنگجو مشرک تھا۔ وہ اور اسکا گھوڑا خندق کو پھاند کر مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے اسکا مقابلہ کرنا چاہا تو اُس نے آپ سے لڑنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ تم تو طفل مکتب ہو۔ میرے پائے کے کسی آدمی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ اس کا مقابلہ کرنے پر مصر ہوئے اور اس مشرک کو بھی آناً فاناً قتل کر دیا۔

خیبر کی جنگ کے دوران مسلمانوں کی ان تھک کوششوں کے باوجود جب قموص نامی قلعہ فتح نہ ہو سکا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ یہ عزت افزائی اسے ملے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلی صبح رسول اکرم ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ اس وقت حضرت علیؓ قدرے علیل تھے اور انکی آنکھیں بُری طرح دُکھ رہی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔ لیکن رسول اکرم نے اپنا لعاب اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور ان ہاتھوں سے حضرت علیؓ کی آنکھوں کو چھوا۔ اللہ کے فضل سے حضرت علیؓ کی آنکھیں صحت یاب ہو گئیں۔ اور حضرت علیؓ نے اس یہودی قلعے کو فتح کر لیا۔ اسی وجہ سے حضرت علیؓ کو فاتح خیبر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے

حضرت علیؓ کی غیر معمولی جنگی صلاحیتوں کیوجہ سے آپ کو اسد اللہ یا اللہ کے شیر کا خطاب ملا۔
رسول اکرم ﷺ نے نہ صرف حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت لوگوں کی امانتیں

واپس کرنے پر مامور کیا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً غیر معمولی ذمہ داری کے کام بھی آپ ہی کو سونپتے۔ مثلاً سن ۹ ھ میں حضرت ابوبکرؓ امیر حج تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مکہ مکرمہ روانگی کے بعد رسول اکرم ﷺ پر سورہ برأت نازل ہوئی۔ اس وحی کے احکام کے اعلان کیلئے حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ پس حضرت علیؓ نے حج کے موقع پر اعلان کیا کہ آئندہ کسی غیر مسلم کو اور کسی شخص کو ننگے جسم سے طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس طرح حرم شریف کو غیر مسلموں سے پاک کر دیا گیا۔

حضرت علیؓ کا دورِ خلافت

حضرت علیؓ ۲۱ ذوالحجہ سنہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنے۔ اکثر مسلمانوں نے آپ کی بیعت کی۔ یہاں تک کہ منافق ابن سبا گروپ نے بھی آپ کی بیعت کی چند ممتاز صحابہ کرامؓ نے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے آپ کی بیعت نہ کی۔ حضرت علیؓ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً آپ نے اپنی خلافت کے تیسرے دن ابن سبا گروپ کو مدینہ منورہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ ابن سبا گروپ نے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا مقصد تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر حالات کے مطابق ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے۔

حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ پہلے حکومت کو مستحکم بنایا جائے اور پھر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگا کر اُن کو سزا دی جائے۔ لیکن بعض ممتاز صحابہ کرامؓ کا خیال تھا۔ کہ خلیفہ وقت کو سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگانا چاہئے۔ ان دونوں اندازِ فکر میں فاصلہ بڑھتا گیا۔ اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی۔

علاوہ ازیں ایک اور خطرناک گروپ کی تشکیل بھی ہوئی۔ اس کا نام خوارج تھا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اب یہ گروپ خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمان اکابرین کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب حضرت علیؓ حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت معاویہؓ صبح کی نماز کو آئیں تو تینوں کو ایک ہی دن قتل کر دیا جائے۔ خوارج گروپ نے تین افراد کو اس کام کیلئے نامزد کیا۔ تینوں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کیلئے متعلقہ مقامات پر پہنچ گئے۔ تاکہ ۱۷ رمضان سنہ ۴۱ ھ کی صبح کو اسے عملی جامہ پہنائیں۔ اتفاقاً حضرت عمرو بن عاصؓ اس روز فجر کی نماز میں حاضر نہ ہوئے، امیر معاویہؓ معمولی زخموں کے بعد دشمنوں کے نرغے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے، جبکہ عبداللہ بن ملجم نے حضرت علیؓ کو شدید زخمی کر دیا، اور آپ نے ان زخموں کی تاب نہ لا کر ۲۰ رمضان کو اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ حضرت علیؓ کا یہ اعزاز ہے کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت کا

مرتبہ بھی ایک مسجد میں ہی ملا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کسے را میسر نہ شد ایں مقام

بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت

اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس تھی۔ اور آپ کا دور خلافت چار سال اور نو ماہ تھا۔

مسند حسن میں درج ہے کہ حضرت علیؓ کو دفن کے بعد دوسرے روز امام حسنؓ نے مسجد میں خطبہ دیا۔ لوگو کل تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکے اور نہ پچھلے اسکی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اسے جھنڈا دیتے تھے۔ اور اسکے ہاتھ پر فتح ہو جاتی تھی۔ اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روز ینے (یومیہ الاؤنس) میں سے کاٹ کر سات سو درہم گھر کے لئے جمع کئے (ایک درہم تقریباً چار آنے کا ہوتا تھا)۔

رسول اکرم ﷺ نے تبوک کی جنگ کے دوران علیؓ کو مدینہ منورہ میں انچارج بنایا۔ علیؓ نے قدرے ناخوشی کا اظہار کیا۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ بھی عملی طور پر جنگ میں حصہ لیں اور نہ کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ مدینہ میں قیام کریں۔ جیسا کہ بخاری میں درج ہے سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تمہارا درجہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا درجہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ اس سے واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ علیؓ کی بہادری کے علاوہ اُن کی دیگر اعلیٰ صلاحیتوں کو کتنی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔

غزوہ احد

جنگ کا سرسری جائزہ

سید الشہدا امیر حمزہؓ کے مقبرہ اور احد پہاڑ کی زیارت سے پہلے غزوہ احد کا سرسری جائزہ لینا بہت سودمند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کا سورہ آل عمران میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدی اس سے ضروری ہدایت پا سکے۔

بدر کی جنگ میں مشرکین کے ستر لیڈر قتل ہوئے اور ستر ہی قید۔ جبکہ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ مشرکین اس کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار سپاہی۔ تین ہزار اونٹ۔ دو سو گھوڑے اور دیگر جنگی سامان کے ساتھ احد پہاڑ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ اُن کے ہمراہ چودہ عورتیں بھی تھیں جو کہ گیت گاتیں اور لڑائی کیلئے جذبات اُبھارتیں تھیں۔

شروع میں اسلامی فوج میں ایک ہزار افراد تھے۔ راستے میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ حضرت جابرؓ کے والد صاحب نے انہیں یاد دہانی کے طور پر اللہ کے راستے میں جہاد کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ آل عمران: 167

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ (167)

(ترجمہ) اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے۔ اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کے راستے میں جنگ کرو (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے۔

بالآخر صرف سات سو مسلمان تین ہزار مشرکوں کے مقابلے میں احد پہاڑ کے دامن میں ڈٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر کی ترتیب و تنظیم نہایت فراست سے کی۔ تیراندازوں کے ایک گروہ کو

ایک پہاڑی پر متعین فرمایا۔ اور صحیح بخاری شریف کے الفاظ کے مطابق انہیں تلقین کی کہ اگر ہمیں چڑیاں اچک رہی ہوں۔ تب بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں بلا بھیجوں۔

جنگ کا آغاز ہوا۔ تو شروع میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر تیرانداز نیچے آکر مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ دشمن نے ان کی غیر حاضری کا فائدہ اُٹھایا اور یک بار حملہ کر کے فتح کو شکست میں بدل دیا۔ اس طرح بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور رسول اکرم ﷺ بھی زخمی ہوئے۔ مشرکوں نے شہداء کا مثلہ کیا۔ اور فتح کے نشے میں واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔

چند واقعات کی قدرے تفصیل

جنگ کا آغاز ہوا۔ تو حضرت زبیر بن عوامؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عاصم بن ثابت۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے انفرادی طور پر مشرکوں کے سورماؤں کا مقابلہ کیا۔ ہر ایک صحابیؓ کو باذن اللہ فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے ایک ہی خاندان کے دس افراد کو واصل جہنم کیا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا کوئی مرد باقی نہ بچا جو مشرکوں کا پرچم اٹھا سکے۔

تیراندازوں نے بھی شروع شروع میں نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اور دشمن کے دستے کو تین بار پسپا کیا۔ اسی دوران ایک غلام ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کا نام وحشی تھا۔ جب حضرت حمزہؓ اس کی زد میں آئے تو ان پر اچانک وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس بڑے نقصان کے باوجود مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ اور مشرکین میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ دشمن کی عورتیں میدان جنگ سے بے تحاشہ بھاگ رہی تھیں یہاں تک کہ اُن کی ٹانگوں کے نچلے حصے ننگے نظر آ رہے تھے۔

جب تیراندازوں نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا۔ تو فتح سے سرشار مال غنیمت اکٹھا کرنے لپک پڑے۔ ان کے لیڈر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی یاددہانی کے باوجود چالیس تیراندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور باقی صرف نو افراد رہ گئے۔ دشمن نے مسلمانوں کی اس کمزوری کو بھانپ لیا۔ اور خالد بن ولید کی سرکردگی میں گھوڑ سواروں نے ایک بار پھر تیراندازوں پر حملہ کیا۔ اور سب کو شہید کر دیا۔ دشمن کے گھوڑ سواروں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمان حیران و ششدر رہ گئے اور ان کی تنظیم ٹوٹ گئی۔ کئی مسلمان جان بچانے کیلئے میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ پس آنا

قاناجنگ کی حالت بدل گئی۔ آل عمران: 153-155

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿153﴾ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ ....

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿155﴾

(ترجمہ) (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کرنہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے۔ تو خدا نے تم کو غم پر غم کی صورت میں بدلہ دیا تا کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے تم اس سے ملال نہ کرو اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبر دار ہے۔ پھر خدا نے غم و رنج کے بعد تم پر اطمینان کی کیفیت نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہوگئی۔

(ترجمہ) جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اُن کے بعض افعال کے سبب شیطان نے اُن کو پھسلا دیا مگر خدا نے اُن کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔

اس مشکل وقت میں بھی کئی مسلمانوں نے دشمن کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا۔ مثلاً حضرت انس بن النضرؓ کی شہادت کے بعد اُن کے جسم پر ستر زخم تھے ان کی بہن اُن کی لاش کو صرف اُن کی انگلیوں سے شناخت کر سکی۔

اس وقت رسول اکرم ﷺ کے گرد صرف نو صحابہ تھے دشمن نے اور پیش قدمی کی اور رسول اکرم ﷺ کے گرد خونریز جنگ ہونے لگی۔ آپ کی حفاظت کرنے والے سات صحابہ ایک ایک کر کے شہید

ہو گئے ۔جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ کہ اب صرف حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ پورے مشرکین کا مقابلہ کر کے رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے زخم

دشمن نے آپ پر ایک پتھر پھینکا۔ رسول اکرم ﷺ گر پڑے۔ آپ کا ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہو گیا۔ ایک اور دشمن نے آپ کے ماتھے کو زخمی کر دیا۔ ایک تیسرے دشمن نے آپ پر اتنے زور سے تلوار کا وار کیا۔ کہ آپکی خود کی دو کڑیاں آپکے چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ اب آپ کے چہرے سے مسلسل خون بہنے لگا۔

رسول اکرم ﷺ کی حفاظت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مشرکوں پر تیر پہ تیر چلا رہے تھے۔ رسول اکرم ﷺ آپ سے بہت خوش تھے۔ اور فرماتے تھے چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت طلحہؓ بھی دشمن کا سر توڑ مقابلہ کر رہے تھے۔ اور اس دوران اپنے جسم کو رسول اکرم ﷺ کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ حضرت طلحہؓ کا اس دوران ایک ہاتھ زخمی ہو گیا اور آپکی انگلیاں کٹ گئیں جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے تو طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھ لے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے احد کی جنگ کے دوران دو ایسے افراد کو دیکھا جو کہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے اور رسول اکرم ﷺ کے گرد انکی حفاظت کیلئے بہت زور شور سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

ایک روایت کے مطابق وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔

اب دوسرے صحابہ کرامؓ بھی نہایت سرعت سے آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ ان کی تعداد تقریباً تیس ہو گئی اور ان میں سے ہر ایک نے نہایت جوانمردی کا مظاہرہ کیا جو کہ تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

جوانمردی اور قربانی کی چند مثالیں

حضرت ابودجانہؓ آپ کے سامنے بطور ڈھال ایسے کھڑے ہو گئے کہ حضرت ابودجانہؓ کی پشت دشمن کی طرف تھی۔ پس دشمن کے تیروں کی بارش حضرت ابودجانہؓ کی پشت پر ہو رہی تھی اور وہ ذرا بھی نہ ہلتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے دانتوں سے رسول اکرم ﷺ کی خود کی ایک کڑی انکے چہرے سے نکالی تو حضرت ابوعبیدہؓ کا ایک نچلا دانت گر گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالی تو ایک اور نچلا دانت گر گیا۔

دشمن نے کچھ گڑھے بھی کھود رکھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور آپ کے گھٹنے میں موچ آ گئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے آپ کو باہر نکالا۔

اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نہایت جوانمردی سے لڑ بھی رہے تھے۔ لڑائی کے دوران آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ بعدازاں آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے اسلامی جھنڈے کو سینے اور گردن سے تھامے رکھا۔ اور آپ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ حضرت مصعبؓ شکل وشباہت میں رسول اکرم ﷺ سے بہت ملتے تھے۔ اس لئے مشرکین نے یہ افواہ پھیلا دی کہ توبہ نعوذ باللہ محمد ﷺ قتل کر دیے گئے ہیں۔ اس خبر سے کئی مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

ام عمارہؓ۔ اُن کے خاوند اور دو بیٹے بھی رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کے طور پر نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ ام عمارہؓ اپنی ننگی تلوار لئے دشمنوں پر وار کر رہی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس پورے کنبے کی بہادری اور قربانی سے بہت متأثر ہو کر فرمایا۔ یا اللہ اس پورے کنبے پر رحم فرما۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی دعا فرمائی۔ یا اللہ اس سب کنبے کو جنت میں میرا ساتھی بنا دے۔

مسلمان عورتیں میدان جنگ میں

بخاری شریف میں درج ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان عورتیں جنگ ختم ہونے کے بعد میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے کیلئے آئیں ان میں عائشہؓ۔ ام سلیمؓ۔ ام سلیطؓ اور ام ایمنؓ تھیں۔

لاشوں کا مثلہ

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت مصعبؓ کی شہادت کے بعد مشرکوں کا خیال تھا کہ حضرت محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے اُن کا اصل مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اب وہ شہداء کیطرف بڑھے اور اُن کے مثلہ میں مشغول ہو گئے شہداء کے ناک۔ کان اور شرمگاہیں کاٹ کر ہار بنائے۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر چبانے لگی۔

صحابہ کا مقام

مسلمانوں کی فتح کے شکست میں بدل جانے کی تین وجوہات تھیں:

۱۔ تیراندازوں کا رسول اکرم ﷺ کی ہدایات سے انحراف.

۲۔ رسول اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ.

۳۔ میدان جنگ میں رسول اکرم ﷺ کی ہدایات کے متعلق نااتفاقی.

امت مسلمہ کیلئے یہ بڑے سبق ہیں۔ آل عمران : 152

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ ٱللَّهُ وَعْدَهُۥٓ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِۦ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَٰزَعْتُمْ فِى ٱلْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّنۢ بَعْدِ مَآ أَرَىٰكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلْءَاخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ ۗ وَٱللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿152﴾

(ترجمہ) اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اس وقت جبکہ تم کافروں کو اُسکے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دُنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اس وقت خدا نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنیوالا ہے۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی بعض لغزشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اُن کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں۔ اور یقیناً معاف فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر بہت فضل کرنے والے ہیں۔ پس صحابہ کرامؓ سے ان لغزشوں کا آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔

غزوہ احد کے مشکل ترین لمحات کی تفصیل آل عمران کی آیات 155-153 میں دی گئی ہے۔ تاکہ ہم ان سے سبق سیکھیں۔ ان آیات اور اسکا ترجمہ پچھلے صفحوں میں دیکھیں۔

واضح رہے کہ آیت نمبر 155 کے اخیر میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے جو لغزش ہوئی وہ شیطان کے اثر سے ہوئی۔ لیکن یقیناً اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت کرنے والے حلم والے ہیں۔ یہاں تک کہ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دیتے۔

آیت نمبر 154 میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزش کے باوجود اُن کو رحمت سے نوازا۔ اور وہ یوں کہ صحابہ کرامؓ پر لڑائی کے میدان میں اونگھ طاری کردی۔ اس سے اُن کی تھکاوٹ وغیرہ غائب ہوگئی۔ پس میدان جنگ میں نیند اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جبکہ نماز کے دوران نیند زحمت ہے۔

یاد رہے کہ بدر کی جنگ کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ایسی ہی رحمت عطا فرمائی۔ سورۃ الانفال: 11

إِذْ يُغَشِّيكُمُ ٱلنُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ

(ترجمہ) جب اُس نے (تمہاری) تسکین کیلئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھا دی۔

صحابہ کرامؓ کی ایک اور لغزش کا جائزہ لیجئے۔ جب منافق عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی فوج سے علیحدہ ہو کر واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ تو اس کا اثر دوسرے قبیلوں پر بھی ہوا۔ مثلاً بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے چاہا کہ وہ بھی منافقوں کی روش اختیار کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صحابہ کرامؓ پر عنایات کے باعث دونوں قبیلوں کو نامردی کا شکار نہ ہونے دیا۔ اور اُن کے اس خیال کو تقویت نہ ملی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے مددگار تھے۔ آل عمران : 122

إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

(ترجمہ) اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

یہ دونوں قبیلے فخر سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حامی اور مددگار ہیں۔ سوچئے جب صحابہ کرامؓ کی بعض امور میں لغزش کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے مددگار بنتے ہیں اور اُن پر رحمت کرتے ہیں تو اس کے برعکس جب صحابہ کرامؓ دن رات اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور سرانجام پاتے تھے تو اُن سے اللہ تعالیٰ کتنے زیادہ خوش ہوتے تھے۔

یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کو معاف فرمایا بلکہ رسول اکرم ﷺ کو بھی یہی حکم دیا۔ آل عمران: 155

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

(ترجمہ) آپ اُن کو معاف کردو اور اُن کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کیا کرو۔

رسول اکرم ﷺ کو دی گئی ان چار ہدایات پر آپ غور فرمادیں:

۱۔ صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کے باوجود اُن کو بالکل معاف کردیں۔

۲۔ آپ اُن کے حق میں دعا فرمائیں۔

۳۔ آپ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ انکو معاف فرمادیں۔

۴۔ ضروری امور میں اُن سے مشورہ کریں۔ پس عملی طور پر اُن کی عزت افزائی فرمائیں۔

یقیناً کسی اور مذہب میں ایسی اعلیٰ اقدار اور وسیع القلبی نہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان نکات کے سمجھنے کے بعد کیسے کوئی شخص صحابہ کرامؓ کے بارے میں الزام تراشی کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اور تحفہ

جیسا کہ واضح ہے۔ کہ اس جنگ کے آخری لمحات میں مشرکین کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ بہت آسانی سے مدینہ منورہ پر دھاوا بول سکتے تھے۔ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو بے پناہ نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ایک خوف سا طاری کردیا اور وہ اس خوف کے

زیر اثر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔ آل عمران: 151

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ (151)

(ترجمہ) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مجھے امید ہے کہ احد کی زیارت کرنے والے احباب مندرجہ بالا حقائق کو ذہن میں رکھیں گے۔ تا کہ اُن کی روحانی سوچ میں فروغ ہو۔

مدینہ کو واپس

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے احد سے مدینہ کو واپسی کے دوران مسجد مستراح کی جگہ آرام فرمایا۔ یہ مسجد سید الشہداء روڈ پر واقع ہے۔ اس مسجد کی زیارت کے دوران ہمیں نہ صرف غزوہ احد کے شرکاء کیلئے دعا گو ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنی آرام دہ زندگی کا رسول اکرم ﷺ اور زخمی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے موازنہ بھی کرنا چاہیئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

غزوہ احزاب

اس غزوہ کا میدان جنگ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلومیٹر ہے۔ کفار مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ کر مسلمانوں کو روئے زمین سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنا چاہتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین مدینہ منورہ کے یہود اور کئی دوسرے قبائل نے اتفاق اور اتحاد کر کے ۱۵۔۱۲ ہزار کی نفری جمع کر لی۔ اس لئے اسے غزوہ احزاب کہتے ہیں (احزاب کے معنی ہیں گروپ یا گروہ)۔

دشمنوں کی سودہ بازی

مدینہ منورہ سے بیس یہودیوں کا وفد مکہ مکرمہ گیا اور قریش کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ ان یہودیوں نے ایک اور جنگجو قبیلہ بنو غطفان کو بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے اس شرط پر تیار کر لیا۔ کہ اس سال خیبر کے علاقے کی آدھی (ایک اور روایت کے مطابق ساری) کھجوریں بنو غطفان کو عطیہ کے طور پر دیں گے۔ بنو نضیر کا سردار حیّ بن اخطب تھا۔ وہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ کعب بن اسد بھی کچھ تأمل کے بعد احزاب میں شمولیت کیلئے تیار ہو گیا۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔ اس طرح ایک کثیر تعداد دشمن مدینہ منورہ کے پاس پہنچ گئے۔ مسلمانوں کیلئے یہ ایک نہایت ہی کٹھن وقت تھا۔ سورۃ الاحزاب: 10-11

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ ٱلْأَبْصَـٰرُ وَبَلَغَتِ ٱلْقُلُوبُ ٱلْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ٱبْتُلِىَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا۟ زِلْزَالًا شَدِيدًا

(ترجمہ) جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے) دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

رسول اکرم ﷺ کی جنگی حکمت عملی

شوریٰ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم جز ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کر دی جس میں حضرت سلمان فارسیؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت سعد بن معاذؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

احزاب کے میدان جنگ میں مساجد بعض انہیں اکابرین کے نام سے موسوم ہیں۔
سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھودی جائے تاکہ دشمن

مسلمانوں کیطرف پیش قدمی نہ کر سکیں۔ رسول اکرم ﷺ کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ نے مسلمانوں کے کئی گروپ بنا دیئے۔ ہر گروپ میں دس افراد تھے۔ اور ہر گروپ کو چالیس گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودنی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے خود بھی باقی مسلمانوں کیطرح اپنے حصے کی خندق کھودی۔ سوچیئے کہ کوئی بھی کمانڈران چیف اس طرح جنگی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتا۔

رسول اکرم ﷺ کی جنگی حکمت عملی کے مطابق اب خندق دشمنوں اور مسلمانوں کے درمیان حائل تھی۔ اور مسلمانوں کی پشت میں سلع پہاڑ تھا اس لئے دشمن سامنے اور پشت سے حملہ آور نہ ہو سکتا تھا۔

خندق کی کھدائی بہت مشکل کام تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے شدید بھوک کا تذکرہ کیا اور اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر دکھایا۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا۔ تو آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

چند معجزے

جنگ کے دوران ہی کئی معجزے رونما ہوئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم ﷺ کے چہرے مبارک پر شدید بھوک اور کمزوری کے آثار دیکھے۔ انہوں نے گھر جا کر ایک چھوٹا بکرا ذبح کیا اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے تقریباً اڑھائی کلو آٹے کی روٹیاں پکائیں۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی اور درخواست کی کہ اپنے ساتھ چند صحابہ کرامؓ کو بھی لائیے۔ رسول اکرم ﷺ حضرت جابرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپکے ساتھ تقریباً ایک ہزار صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ حضرت جابرؓ اور انکی اہلیہ صاحبہ اتنے مہمانوں کو دیکھ کر فکر مند ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے صحابہ کرامؓ کو کھانا تقسیم کیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی کچھ کھانا بچ گیا جو کہ پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت جابر قبیلہ بنو حرام سے تھے۔ سلع پہاڑ کے مغربی دامن میں اب بھی مسجد بنو حرام موجود ہے۔ جابرؓ کا گھر اس مسجد کی جگہ یا اسکے پاس تھا۔

ابن ہشام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی بہن مٹھی بھر کھجوریں لیکر میدان جنگ میں آئی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے کھجوریں مانگیں۔ اور زمین پر ایک کپڑا بچھا کر اس پر یہ کھجوریں ڈال دیں۔ پھر سب مجاہدین کو دعوت دی۔ بفضل خدا سب مسلمانوں نے دل بھر کر کھجوریں کھائیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ کپڑے پر بکھری ہوئی کھجوریں بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گرنے لگیں۔

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی۔ یہ بات رسول

اکرم ﷺ کے نوٹس میں لائی گئی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر اپنے کھدائی کے آلے سے اس چٹان پر ضرب لگائی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

اس چٹان سے ایک چنگاری نکلی اور اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے دوبارہ مندرجہ ذیل آیت پڑھی اور دوسری ضرب لگائی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

پھر ایک چنگاری نکلی اور ایک تہائی حصہ اور ٹوٹ گیا۔ آپ نے تیسری بار پھر مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر ضرب لگائی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور وہ سنتا جانتا ہے۔

تیسری بار پھر چنگاری نکلی اور باقی ماندہ چٹان بالکل چکنا چور ہو گئی۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ آپ کی ہر ضرب کے ساتھ چٹان سے ایک چنگاری نکلی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ پہلی چنگاری میں مَیں نے شام کے سرخ محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ آپ کی قوم اِن کو فتح کرے گی۔ دوسری چنگاری میں میں نے ایران کے سفید محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی قوم ایران کو بھی فتح کرے گی۔ تیسری چنگاری کے دوران مجھے یمن کی چابیاں دی گئیں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ آپ کی قوم یمن کو بھی فتح کرے گی۔

مسلمان یہ خبریں سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے اُن کے دلوں میں ذرا بھر شک وشبہ نہ ہوا۔ جبکہ اسی جنگ میں موجود منافقین مذاق اُڑانے لگے۔ ایک دوسرے سے کہتے کہ اِن کو اور انکے رسول ﷺ کو کیا ہو گیا ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں۔ پیٹوں پر پتھر باندھے ہیں جبکہ عظیم الشان سلطنتوں کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

منافقین کی ذہنیت

منافق وہ لوگ ہیں جو کہ ظاہری طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن اسلام کی صحیح روح اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہونے پاتی۔ پس وہ صوم وصلوۃ کے پابند نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جہاد وقتال میں بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اُن کی موجودگی بُرے سے بُرے دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ غزوہ احزاب کے دوران بھی ایسے منافق موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کے حالات جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں اِن منافقوں کے اقوال واعمال کو ظاہر کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

جب منافقوں نے کثیر التعداد دشمن کو دیکھا تو چلا اُٹھے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے فی الحقیقت ہمیں دھوکا دیا ہے۔ سورۃ الاحزاب: 12

وَإِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا

(ترجمہ) اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ خدا اور اُس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

اسی طرح منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سورۃ الاحزاب:13

وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا۟

(ترجمہ) اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لئے (ٹھیرنے کا) مقام نہیں تم لوٹ چلو۔

بعض منافقوں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ کہا کہ ہمارے گھر اور بیوی بچے خطرے میں ہیں۔ اس لئے ہمیں واپس مدینہ منورہ جانے کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بہانے اور فریب کو کھول دیا۔ سورۃ الاحزاب : 13

وَيَسْتَـْٔذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ٱلنَّبِىَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿13﴾

(ترجمہ) اور ایک گروہ اُن میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے

پڑے ہیں۔ حالانکہ کھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔
بعض منافق نہ صرف خود جنگ میں شامل نہ ہوئے بلکہ انہوں نے دوسرے رشتہ داروں کو بھی اس کی ترغیب دی۔ سورۃ الاحزاب: 18

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿18﴾

(ترجمہ) خدا تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔
اللہ تعالیٰ نے اِن منافقوں کی نشان دہی کر دی۔ فرمایا کہ جب اُن پر کوئی خوف طاری ہوتا ہے تو اُن کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے کہ موت طاری ہونے کے وقت آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں۔ اور جب خوف ختم ہوتا ہے تو آپ سے تیز زبان اور گستاخی سے مخاطب ہوتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب: 19

فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿19﴾

(ترجمہ) پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ خدا کو آسان تھا۔
سورۃ الاحزاب میں اس جنگ کے دوران منافقوں کی کئی اور ذلیل حرکتوں کا بھی ذکر ہے۔

مخلصین مومنین کا رویہ

بخلاف اس کے جب مخلصین مومنین نے اتنے بڑے جنگجو لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے۔ سورۃ الاحزاب: 22

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿22﴾

(ترجمہ) اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا۔ تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا
خدا اور اُس کے پیغمبر ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے پیغمبر ﷺ نے سچ کہا تھا۔ اور اس
سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔

کیونکہ مومنین قرآن پاک کی تعلیمات پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ البقرۃ: 214

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿214﴾

(ترجمہ) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور ابھی تم کو پہلے
لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ
(صعوبتوں میں) ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پکار
اُٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد عنقریب (آیا چاہتی) ہے۔

مومنین کا صرف زبانی کلامی ایمان نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدوں پر پورے اترے۔
یعنی بعض شہید ہو گئے۔ اور باقی بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کیلئے منتظر ہیں۔ اُن
کے ارادوں میں ذرا بھر فرق نمودار نہیں ہوا۔ سورۃ الاحزاب: 23

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿23﴾

(ترجمہ) مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اُس کو سچ کر
دکھایا۔ تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں
اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

دونوں فوجیں تقریباً ایک ماہ ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے پڑی رہیں۔ اس دوران دو
بڑی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک یہ کہ مشرکوں اور یہودیوں کے درمیان معجزانہ طریقہ سے نا اتفاقی پڑ گئی
اور وہ ایک دوسرے کا اعتماد کھو بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرد ہوا کا طوفان بھیجا

جس کا اثر دونوں فوجوں پر ہوا۔ مشرکوں کے خیمے اُڑ گئے اور وہ اس سردی کی تاب نہ لا سکے۔ پس مشرک مایوس ہو کر غصے سے بھرے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

دراصل اس سے مشرکوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور انہیں آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت سلیمان بن صردؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ اب مشرک ہم پر کبھی بھی حملہ کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ بلکہ ہم اُن پر حملہ آور ہوں گے اور ہماری فوجیں اُن کی طرف پیش قدمی کریں گی۔

دیگر نکات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو شام ایران اور یمن کی طاقتور سلطنتوں کی تسخیر کی خوش خبری دی منافقین نے اس کا خوب مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مذاق کے جواب میں ایک بہت اہم آیت نازل فرمائی: سورۃ آل عمران: 26

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿26﴾

(ترجمہ) کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ اور جس کو چاہے عزت دے۔ اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جیسے کہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں نے شام ایران اور یمن کی عالی شان سلطنتوں کو فتح کیا۔

یہ سوال بار بار پوچھا جاتا ہے کہ مسلمان آجکل کی غیر مسلم بڑی طاقتوں کو کیسے مسخر کر سکتے ہیں۔

جواب واضح ہے کہ اگر مسلمان قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوں اور رسول اکرم ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہوں تو یقیناً کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن افسوس کہ ہمارا حال تو بالکل اس کے برعکس ہے اسی لئے علامہ اقبال نے آجکل کے مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے کہا ہے

تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

مدینہ منورہ کے قدیم یہودی قبائل

اللہ تعالٰی نے یہودیوں کو ہدایت عطا فرمائی اور وہ تورات سے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور قرآنی ہدایات کے بارے میں واضح طور پر جانتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت اور مقام کا تعین بھی کر دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہودی قبیلے شام سے نقل مکانی کر کے مدینہ منورہ کے گردونواح میں آباد ہو گئے تھے۔ سورۃ البقرۃ: 146

ٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَٰهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ يَعۡرِفُونَهُۥ كَمَا يَعۡرِفُونَ أَبۡنَآءَهُمۡۖ وَإِنَّ فَرِيقٗا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُونَ ٱلۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ﴿146﴾

(ترجمہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخرالزماں اور قرآن) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

ان قبائل کی دلی خواہش تھی کہ وہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد سے اپنے سب دشمنوں کو زیر کر لیں گے۔ یہ بات فخریہ طور پر علی الاعلان کہتے تھے۔ سورۃ البقرۃ: 89

وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتَٰبٞ مِّنۡ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٞ لِّمَا مَعَهُمۡ وَكَانُواْ مِن قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُواْ كَفَرُواْ بِهِۦۚ فَلَعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَٰفِرِينَ ﴿89﴾

(ترجمہ) اور جب خدا کے ہاں سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آ پہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت۔

جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو یہودی قبائل نے جاننے پہچاننے کے باوجود آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ انکی ایک دلیل یہ پیش کی کہ محمد ﷺ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ یہودیوں کے سب نبی اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے بدمزگی پیدا کرنے کے بجائے ان قبائل سے ایک باہمی سمجھوتہ کر لیا۔ تاکہ

سب گروپ سکون سے زندگی بسر کرسکیں۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ بہت بڑی دوراندیشی تھی۔ Live and let live والی پالیسی تھی۔ یعنی خود سکون سے زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی سکون سے زندگی بسر کرنے دیں۔ اس سمجھوتے کی چند شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ یہودی مسلمانوں کے خلاف نہ لڑیں گے۔

۲۔ اگر کوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہودی انکی مدد نہ کریں گے۔

۳۔ اگر کوئی گروپ یہودیوں پر حملہ کرے گا تو مسلمان یہودیوں کی مدد کریں گے۔

مدینہ منورہ کی ننھی منھی اسلامی ریاست کا یہ پہلا اور بہت اہم تاریخی سمجھوتہ تھا۔

مذکورہ بالا یہودی قبائل مدینہ منورہ سے تقریباً اڑھائی میل جنوب کیطرف آباد تھے۔ یہ بہت امیر تھے اور انکے بڑے بڑے باغات تھے ان کے نہ صرف رہائش کیلئے عالی شان مکان ہوتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی حفاظت کیلئے نہایت مضبوط قلعے بھی تعمیر کئے ہوئے تھے۔ اُن کے محلات اور قلعوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

کھنڈرات تک پہنچنے کا راستہ

آپ مسجد نبوی سے قربان روڈ (جو کہ امیر عبدالمحسن روڈ بھی کہلاتی ہے) پر جنوب کیطرف جایئے۔ پہلی ٹریفک لائٹ کی دائیں طرف جمعہ مسجد ہے قربان روڈ پر آگے بڑھیئے۔ دوسری ٹریفک لائٹ پر الھجرہ روڈ ہے جو کہ مسجد قباء کیطرف لے جاتی ہی۔ آپ اس لائٹ پر بھی آگے بڑھ جایئے حتیٰ کہ قربان روڈ پر تیسری ٹریفک لائٹ آجائے۔ یہ مدینہ منورہ کی وسطی دوری روڈ ہے۔ اگر آپ اس ٹریفک لائٹ پر دائیں کو مڑیں گے تو آپ کے گردونواح میں یہودی قبیلہ بنو نضیر کے کھنڈرات نظر آئیں گے۔

اگر آپ تیسری ٹریفک لائٹ پر اور آگے بڑھیں یعنی قربان روڈ پر اور جنوب میں جائیں تو آپ مدینہ منورہ کی دوسری دوری روڈ پر پہنچ جائیں گے۔ آپ دوسری دوری روڈ کے باہر کی طرف نظر دوڑائیں تو ایک سیاہ پہاڑ نظر آئے گا۔ اس کا نام بنو قریظہ پہاڑ ہے۔ یہیں پر یہودی قبیلہ بنو قریظہ آباد تھا۔ دراصل مستشفیٰ وطنی اور بنو قریظہ پہاڑ کے درمیانی حصہ میں اس قبیلہ کے باغات اور بستیاں تھیں اور قلعہ اس پہاڑ کے قریب تھا۔ اب میں ان دو قبیلوں کے حالات باری باری لکھوں گا۔

بنو نضیر

بنونضیر کا سردار کعب بن اشرف تھا۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو اکسانے اور انکی مدد کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مثلاً ایک بار کعب بن اشرف چالیس افراد کے ہمراہ ایک وفد کی صورت میں مشرکین مکہ کے پاس پہنچا۔ اور ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مشرکین نے کعب بن اشرف سے پوچھا۔ کہ اس کی نظر میں ہمارا مذہب اچھا ہے یا کہ مسلمانوں کا مذہب۔ کعب بن اشرف گو اہل کتاب تھا۔ لیکن دنیاوی مفاد کے پیش نظر مذہب کو بھی بیچ دیا۔ اس نے مشرکوں سے کہا کہ یقیناً ان کا مذہب مسلمانوں سے بہتر ہے۔ سورۃ النساء: 51

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ﴿51﴾

(ترجمہ) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے۔ کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں۔

ایسی بات چیت کے بعد دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ طے ہوا کہ وہ مل کر مسلمانوں سے لڑائی کریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو اس معاہدے سے مطلع فرمایا۔ کعب بن اشرف کی خیانت آشکار ہوگئی۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔

پس رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے یہ کام سرانجام دیا۔

بنونضیر کی دوسری حرکت اس سے بھی زیادہ معیوب اور غیر مہذب تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ بنونضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس قبیلہ نے آپ کو قتل کرنے کا یہ سنہری موقع سمجھا۔ پس آپ کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھایا اور انکی سازش کے مطابق دیوار سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ کو ہلاک کرنا مقصود تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس ذلیل سازش سے مطلع فرمایا۔ آپ فی الفور اٹھ کر مدینہ منورہ واپس آگئے۔

اب رسول اکرم ﷺ بنونضیر کو یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ تم نے باہمی سمجھوتے کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ پس میں تم کو دس دن کی مہلت دیتا ہوں کہ اس علاقہ سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے بنونضیر کو تھپکی دی اور کہا۔ تم اپنے گھروں میں ڈٹ جاؤ اور کسی دوسری جگہ کوچ کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔ میں اپنے دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا۔

یہ سنتے ہی بنونضیر نے نقل مکانی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اپنے مضبوط قلعے میں بیٹھ گئے

مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ بنونضیر نے قلعے کے اندر سے مسلمانوں پر خوب تیر برسائے۔

مسلمانوں نے ان کے قیمتی باغات کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا شروع کر دیا منافقین کا ایک شخص بھی بنونضیر کی مدد کو نہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا رویہ بیان فرمایا۔ الحشر: 16

كَمَثَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَٰنِ ٱكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّى بَرِىٓءٌ مِّنكَ إِنِّىٓ أَخَافُ ٱللَّهَ رَبَّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿16﴾

(ترجمہ) (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ اور وہ شہر بدر ہونے کو تیار ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے پھر بھی اُن سے یہ رعایت کی کہ جو کچھ ساتھ لے جا سکتے ہو۔ لے جاؤ۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔ بنونضیر ہر طرح کا گھریلو سامان اور دروازے اور کھڑکیاں تک ساتھ لے گئے۔ تا کہ اُن کی دنیاوی حرص پوری ہو۔ بنونضیر کی بربادی کا نقشہ سورہ حشر میں دیا ہے۔ الحشر: 2

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَخْرَجَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ مِن دِيَٰرِهِمْ لِأَوَّلِ ٱلْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا۟ ۖ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَأَتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا۟ ۖ وَقَذَفَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِى ٱلْمُؤْمِنِينَ فَٱعْتَبِرُوا۟ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَبْصَٰرِ ﴿2﴾

(ترجمہ) وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشر اوّل کے وقت اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے۔ اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اُن کے قلعے اُنکو خدا (کے عذاب) سے بچا لیں گے۔ مگر خدا نے اُن کو وہاں سے آ لیا جہاں سے اُنکو گمان بھی نہ

تھا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اُجاڑنے لگے۔ تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو عبرت پکڑو۔

ضروری نکات

۱۔ جب بنونضیر نے بار بار باہمی سمجھوتہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اکرم ﷺ نے اُن سب کو قتل کرنے کا حکم صادر نہ فرمایا۔ بلکہ صرف دوسرے علاقے میں نقل مکانی کا حکم دیا تا کہ ان کی روزمرہ کی شرارتوں سے نجات حاصل کرسکیں۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن کو دس دن کی مہلت دی۔ تا کہ وہ بخوبی اس سفر کی تیاری کرسکیں۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن سے یہ بھی رعایت کی کہ اپنے ساتھ ہر طرح کا ساز و سامان لے جاسکتے ہیں۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

۴۔ مسلمانوں نے بنونضیر کو تنگ کرنے کیلئے چند درخت کاٹے اور چند ہی جلائے۔ تا کہ بنونضیر مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیں۔ البتہ مسلمانوں نے قلعے کو آگ نہ لگائی۔ بخلاف اس کے آج کل کی مہذب قومیں قلعوں اور گھروں کو آگ لگا دیتی ہیں یا بھاری مشنری سے مسمار کرتی ہیں جس سے جانی نقصان بھی ہوتا ہے۔

ان نکات سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ انسانی حقوق کا کیسے اور کتنا خیال کرتے تھے۔ ظاہر ہے یہ آج کل کی مہذب قوموں کے حقوق انسانی کے تحفظ سے بالکل مختلف ہے۔

بنو قریظہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ بنو نضیر کے سردار کعب بن اشرف نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے مسلمانوں کے خلاف سازش کی۔ پھر بنو نضیر نے رسول اکرم ﷺ کو ایک بڑے پتھر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی کھلی خلاف ورزیاں کیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر انہیں شہر بدر ہونا پڑا۔ کچھ شام چلے گئے اور کچھ خیبر میں منتقل ہو گئے۔ لیکن اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔

مثلاً بنو نضیر کا ایک وفد پہلے مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر بنو غطفان کو ساتھ ملایا اور اسکے بعد یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب میں مدد کرنے کی حامی بھر لی۔ رسول اکرم ﷺ کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ عین ممکن تھا کہ بنو قریظہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دیں جبکہ مسلمان مرد باہر جنگ میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب دشمن تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر وارد ہو گئے۔ اوپر سے مراد بنو قریظہ اور نیچے سے مراد باقی احزاب ہیں۔ سورۃ الاحزاب: 10

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ

(ترجمہ) جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے۔

ان مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

غزوہ بنو قریظہ

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ غزوہ احزاب کے بعد ابھی گھر پہنچے ہی تھے اور غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا۔ آپ نے جنگی لباس اتار دیا ہے جبکہ ہم (یعنی فرشتے) ابھی تک جنگی لباس میں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آیئے تا کہ ہم بنو قریظہ کو انکی خیانت کی سزا دیں۔

شاید یہ بات قابل ذکر ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کی ملاقات کی جگہ مسجد نبوی کی مشرقی دیوار میں ایک کھڑکی ہے جس پر مندرجہ ذیل آیت لکھی ہے۔ سورۃ الاحزاب: 56

إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿56﴾

(ترجمہ) خدا اور اسکے فرشتے پیغمبر پر درُود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی اُن پر درُود اور سلام بھیجا کرو۔
یاد رہے کہ مسجد نبوی کی مختلف توسیعات کے ساتھ مشرقی دیوار اور یہ کھڑکی قدرے مشرق کی جانب بڑھادی گئی ہیں۔

بہرحال رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ سب مسلمان عصر کی نماز سے قبل بنوقریظہ کے علاقہ میں پہنچ جائیں۔ تھکے ماندے صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے بنوقریظہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ جو کہ پچیس دن جاری رہا۔

سردار کی تقریر

بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے قبیلے کو مندرجہ ذیل تین تجاویز پیش کیں۔ اس نے کہا کہ سب سے اول بات یہ ہے کہ اگر تم ٹھنڈے دل سے سوچو تو تمہارے دل اس بات کی تصدیق کریں گے کہ محمد ﷺ صراط مستقیم پر ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تورات میں مذکور ہے۔ اگر تم یہ بات مان لو تو تمہاری جانیں اور مال بچ جائیں گے اور تم دنیا اور آخرت میں فلاح پاؤ گے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم خود ہی اپنے بیوی بچوں کو قتل کرو۔ اور پھر پورے زور سے مسلمانوں کا مقابلہ کرو۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بروز ہفتہ (یوم السبت) حملہ کردو۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق ہم بروز ہفتہ لڑائی نہیں کرتے اسطرح اچانک حملے سے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کرو۔

یہودیوں نے اپنے سردار سے کہا۔ کہ پہلی تجویز نامنظور ہے کیونکہ ہم توریت کے علاوہ کسی اور کتاب کی اتباع کرنے کیلئے راضی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے ہم اُن کو ناحق کیوں قتل کریں۔ اس لئے دوسری تجویز بھی رد کرتے ہیں۔

تیسری تجویز ہمارے مذہب اور توریت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ بھی منظور نہیں۔

اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے اس مغرور قبیلہ کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ سورۃ الاحزاب : 26-27

وَأَنزَلَ ٱلَّذِينَ ظَٰهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿26﴾ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَٰرَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرًا ﴿27﴾

(ترجمہ) اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اُتار دیا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے۔ اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال کا اور اُس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔

اس ڈر کے زیر اثر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ غور فرمایئے کہ اوپر کی دو آیات میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کی یاد دہانی کرائی بلکہ مسلمانوں کو آئندہ فتوحات کی خوشخبری بھی دے دی (سبحان اللہ)۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کی اجازت دی۔ یہودی ہمیشہ بہت چالاک ہوتے ہیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی جگہ حضرت ابولبابہؓ کو مقرر فرما دیں۔ رسول اکرمؐ نے منظوری دے دی۔ یہودیوں کو حضرت ابولبابہؓ سے زیادہ ہمدردی کی توقع تھی کیونکہ حضرت ابولبابہؓ کی کچھ جائداد ان کے علاقہ میں تھی۔

جب حضرت ابولبابہؓ بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت ابولبابہؓ سے یہ سوال کیا کہ اگر ہم قلعہ سے باہر آ جائیں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت ابولبابہؓ نے اپنی انگلی اپنی گردن پر رکھی یعنی کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ اس عمل کے فوراً بعد حضرت ابولبابہؓ کو احساس ہوا کہ یہ تو رسول اکرم ﷺ کا راز تھا۔ جو میں نے فاش کر دیا۔ اس شرمندگی کے باعث حضرت ابولبابہؓ مسجد نبوی پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا۔ اور یہ عہد کیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسی حالت میں رہوں گا۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ کہ اگر پہلے ہی سیدھا میرے پاس آ جاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا۔ اب پورا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابولبابہؓ اس طرح سات دن اور سات رات بندھے رہے سوائے نماز اور رفع حاجت

کیلئے عارضی طور پر ستون سے علیحدہ ہوتے۔ سات دن کے بعد آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ ستون ابھی بھی مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اس پر استوانہ ابولبابہ لکھا ہوا ہے۔ یہ واقعہ الانفال: 28-27 میں درج ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿27﴾ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿28﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول ﷺ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے۔

بالآخر حضرت سعد بن معاذؓ نے بنو قریظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

بنو قریظہ اپنی عہد شکنیوں اور خیانت کے باعث اس کے مستحق تھے کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے دشمنوں سے ریشہ دوانیاں کرتے اور اُن کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔

اس غزوہ سے مسلمانوں کو بہت قیمتی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ مال غنیمت غزوہ کے شرکاء میں تقسیم کر دیا۔

مدینہ منورہ کے گرد و جوار میں اور بھی یہودی قبیلے تھے۔ جن کا چال چلن ان قبیلوں سے مختلف نہ تھا۔ لیکن مثال کے طور پر صرف دو کا ذکر کافی ہے۔

مسجد قباء و مسجد ضرار

جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو پہلے قبا میں قیام فرمایا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کیلومیٹر جنوب میں ہے۔ آپ اس بستی میں چند دن ٹھہرے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد قبا ہے۔ آپ نے یہ مسجد خاص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کیلئے بنائی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا یہ عمل بہت پسند آیا۔ سورۃ التوبہ: 109

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَـٰنَهُۥ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَـٰنَهُۥ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَٱنْهَارَ بِهِۦ فِى نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّـٰلِمِينَ ﴿109﴾

(ترجمہ) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اسکی رضامندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانیوالی کھائی کے کنارے پر رکھی وہ اس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قبا کے علاقہ میں قبیلہ عمرو بن عوف مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سورہ التوبہ: 108

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ ۚ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ

(ترجمہ) اسمیں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

اس آیات کریمہ کی نازل ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے قبیلہ بنو عمرو سے پوچھا۔ آپ کی کونسی خاص عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔ جس کی وجہ سے آپکی اس آیت میں تعریف کی ہے۔ بنو عمرو نے کہا کہ ہم کسی خاص چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ہم رفع حاجت کے بعد صفائی کیلئے نہ صرف پتھر استعمال کرتے ہیں بلکہ پانی سے جسم کی صفائی کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً آپ کو یہ عزت افزائی آپ کے اسی عمل کی وجہ سے ملی ہے۔ آپ اپنے اس عمل کو ایک مستقل عادت بنالیں۔

جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اسی جذبے کے تحت مسجد نبوی تعمیر

کی۔اس لئے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر۱۰۹ کا اطلاق مسجد نبوی پر بھی ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں درج ہے کہ مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب کسی دوسری مسجد کے مقابلے میں میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے بیت اللہ شریف کے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہفتہ میں ایک بار مسجد قبا پیدل یا سواری پر جاتے تھے۔اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس سنت پر کاربند تھے۔

بخلاف اسکے منافق لوگ ہر وقت خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔تاکہ مسلمانوں کو نیچا دکھایا جائے۔مثلاً قرطبی نے ایک عیسائی عالم کا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے۔اس شخص کا نام ابو عامر تھا۔اس نے مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی۔لیکن اسلامی تعلیمات سے اتفاق نہ کیا بالآخر اس نے رسول اکرم ﷺ کو چیلنج کیا اور بولا۔ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے دور کسی دوسرے علاقے میں فوت ہوگا۔اس نے اسلام کے دشمنوں کی حنین تک کی ہر لڑائی میں مدد کی لیکن ناکام اور رسوا ہوا۔بالآخر مایوس ہوکر شام کو بھاگ گیا۔کیونکہ اُن دنوں شام ہی عیسائی سرگرمیوں کا گہوارہ تھا۔وہ شام میں اپنے رشتہ داروں سے دور فوت ہوا۔

شام میں قیام کے دوران ابو عامر نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی اس نے روم کے شہنشاہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔اس کے علاوہ اس نے مدینہ منورہ کے منافقوں کو ایک خط لکھا۔جس میں انہیں مدینہ منورہ میں ایک مسجد نما عمارت تعمیر کرنے کو کہا۔تاکہ اس عمارت کو منافقوں کے اتحاد اور سرگرمیوں کیلئے استعمال کیا جاسکے۔اور جب روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے تو یہ منافق متحد ہوکر اسکی مدد کریں۔

پس مدینہ منورہ کے منافقوں نے قباء کی مسجد کے قریب ایک مسجد بنائی۔جس کا نام مسجد ضرار رکھا۔اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ نئی مسجد بوڑھے اور بیمار لوگوں کی سہولت کیلئے اور مسجد قبا میں نمازیوں کی بھیڑ کو کم کرنے کیلئے ہے۔ان منافقوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اس نئی مسجد میں نماز پڑھائیں (تاکہ لوگوں کے دلوں میں منافقین کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے)۔رسول اکرم ﷺ نے اُن سے کہا۔کہ فی الحال میں تبوک کی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں جنگ سے واپسی کے بعد تمہاری خواہش پوری کروں گا۔

جب رسول اکرم ﷺ تبوک کی جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی چالاکی کا پول کھول دیا۔ پس رسول اکرم ﷺ نے اپنے چند صحابہ کرامؓ کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو مسمار کر دیں اور آگ لگا کر تباہ کر دیں۔ اس واقعہ کی تفصیل سورہ توبہ میں ہے۔ سورۃ التوبہ:

107-108

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾

(ترجمہ) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کے لئے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی۔ مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

پس مسجد ضرار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دریا کے کنارے ایک عمارت تعمیر کرے۔ ظاہراً وہ زمین مضبوط لگتی ہے لیکن پانی نے اسکی بنیادوں کو خالی کر دیا ہو۔ یقیناً ایسی عمارت عنقریب گر جائے گی۔ اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور نقصان کے اور کچھ نہیں۔

یاد رہے کہ حسد ایک بغیر شعلے والی آگ کی طرح ہے۔ ان پاگل منافقوں کے حسد شک وشبہ اور منافقت میں اضافہ ہوتا رہے گا کیونکہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ یہ اُن کیلئے ایک نقد سزا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ منافق اپنی موت تک حسد کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ منافقوں کی زندگی سب کے لئے باعث صد عبرت ہے۔

ہم اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

۱۔ مسجد ضرار مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کیلئے بنائی گئی۔
۲۔ مسجد ضرار منافقوں کو پناہ دینے اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرنے کیلئے تعمیر کی گئی۔
۳۔ یہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا اڈہ تھا۔
۴۔ پس اگر کوئی شخص مندرجہ بالا کسی ایک مقصد کے تحت مسجد تعمیر کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔
۵۔ ہمارا ہر عمل تقویٰ اور اخلاص کی بنا پر ہونا چاہیے۔
۶۔ ہمیں اپنی ذاتی صفائی اور ہر مسجد اور اسکے گردونواح کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔
۷۔ صفائی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمیں گناہوں سے پاک رہنا چاہیے اور ہر وقت اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض زائرین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات کی صفائی کا خیال نہیں کرتے۔ اور ثواب کی بجائے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ درحقیقت نہ صرف ہمیں صفائی کا خود خیال رکھنا چاہیے بلکہ نہایت پیار اور شائستگی سے دوسروں کو بھی یاد دہانی کرانی چاہیے۔ سورۃ الذاریات:55

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ 

(ترجمہ) اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔

مسجد قبلتین

مسجد قبلتین کا مطلب ہے ایسی مسجد جس کے دو قبلے ہوں یعنی ایک خانہ کعبہ کیطرف اور دوسرا مسجد اقصیٰ کیطرف۔ اس سے کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ دو قبلوں کی وجہ کیا ہے۔ قبلہ کی تبدیلی کیوں کب اور کیسے کی گئی۔ قبلہ کی تبدیلی کے اثرات کیا ہوئے؟ قبلہ کی تبدیلی کا حکم کس نے صادر کیا۔

ابتداء میں سب انبیاء کیلئے قبلہ (یعنی نماز پڑھنے کی سمت) مکہ مکرمہ میں بیت اللہ تھا۔ جو کہ آدم علیہ السلام کے وقت تعمیر کیا گیا۔ سورۃ آل عمران:96

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿96﴾

(ترجمہ) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ بابرکت اور جہاں کے لئے موجب ہدایت۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے بھی یہی قبلہ تھا۔ بعد ازاں بنی اسرائیل کے کچھ انبیاء کیلئے یروشلم میں مسجد اقصیٰ قبلہ مقرر کیا گیا۔ یہ انبیاء مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کیلئے اسطرح کھڑے ہوتے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ انکے سامنے ہوتے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی نماز کے دوران مکہ مکرمہ میں حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اس طرح کھڑے ہوتے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد اقصیٰ دونوں آپ کے سامنے ہوتے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ کیونکہ سب انبیاء کیطرح آپ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع تھے۔ گو آپ کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ ان کے لئے وہی قبلہ ہو جو آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کیلئے تھا۔ آپ کو بہت امید تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی تبدیلی کا حکم نازل فرما دیں گے۔ اس انتظار میں آپ اکثر اپنا سر اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھتے۔ سورۃ البقرۃ: 144

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ

(ترجمہ) (اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تمکو اسی

قبلے کی طرف جسکو تم پسند کرتے ہو منہ کرنیکا حکم دیتے ہیں۔ تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیرلو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اُسی مسجد کی طرف منہ کرلیا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی خواہش پوری کردی۔ یاد رہے کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی صادر کرسکتے ہیں۔ قبلہ کے چناؤ کا اختیار کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

قبلہ کی تبدیلی کا اثر غیر معمولی تھا۔ جب یہودیوں کو قبلہ کی تبدیلی کی خبر ملی تو رسول اکرم ﷺ اور اسلام کا مذاق اُڑانے لگے۔ کہنے لگے یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک دن ایک قبلہ ہو اور دوسرے دن دوسرا۔

قبلہ کی تبدیلی سے قبل یہود مسلمانوں سے قدرے رواداری سے پیش آتے کیونکہ دونوں کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا۔ قبلہ تبدیل ہونے پر یہود چونک اُٹھے۔ انہیں احساس ہوا کہ علیحدہ قبلہ کا مطلب یہ ہے کہ اب مسلمان ایک بالکل علیحدہ اور مخصوص مذہب رکھنے والی قوم ہے۔ اسلئے وہ مسلمانوں کے کھلم کھلا دشمن بن گئے اور اُن کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو اور تیز کردیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہر کام میں اپنی ہی حکمت مخفی ہوتی ہے۔ قبلہ کی تبدیلی منافقین اور مومنین مخلصین کو پرکھنے کی کسوٹی تھی۔ سورۃ البقرۃ: 143

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿143﴾

(ترجمہ) اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اُسکو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے۔ اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی ہے (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یُونہی کھودے۔ خدا تو لوگوں پر بڑا مہربان (اور) صاحب رحمت ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق ایک دن رسول اکرم ﷺ مسجد قبلتین میں ظہر (اور بعض روایات میں عصر) کی نماز ادا کررہے تھے۔ نماز کے دوران ہی قبلہ کی تبدیلی کا حکم نازل ہُوا۔ پس رسول اکرم ﷺ اور آپکے مقتدی صحابہ کرامؓ نے نماز کے دوران ہی اپنی سمت بدل لی۔

بعض صحابہ کرامؓ مسجد قبلتین میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے محلوں میں گئے تو اپنے بھائیوں کو

مسجد اقصیٰ کی سمت نماز ادا کرتے پایا۔ ان صحابہ کرامؓ نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ ہم نے ابھی ابھی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی سمت میں نماز ادا کی ہے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرامؓ کے بھائیوں نے بھی نماز کے دوران اپنا رخ بغیر کسی چون و چرا کے بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اور اعلان کرنے والے صحابیؓ سے کسی قسم کا سوال جواب یا بحث مباحثہ نہ کیا۔ اس سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ بعض معاملات میں صرف ایک مسلمان کی شہادت ہی کافی ہوتی ہے۔

قبلہ کی تبدیلی کی خبر اگلے روز علی الصبح قبا کے علاقہ میں پہنچی بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق اہل قبا نے بھی اعلان سنتے ہی نماز کے دوران اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اس سے یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا ایک دوسرے پر بہت اعتماد تھا اور ایک دوسرے کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اگر اس چیز کا موازنہ آجکل کے مسلمانوں کے باہمی سلوک سے کیا جائے تو ہمیں خود بخود صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں ہمارے ایمان کی کمزوری اور بودا پن نظر آئے گا۔

میں نے مدینہ منورہ کی ایک مسجد کے محراب پر یہ آیت مکتوب دیکھی:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

یعنی ہم آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی جانب موڑ دیں گے۔ میں یہ پڑھ کر بہت مسرور ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ تحفہ عطا کر کے خوش کر دیا۔ واضح ہے یہ تحفہ مسجد قبلتین میں عطا کیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ قبلہ کی تبدیلی سے قبل مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کیلئے پرانے باب جبریل کے قریب مسجد کی شمالی دیوار کیطرف رخ کر کے کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی تبدیلی کے بعد آپ نے چند دن استوانہ عائشہ کے قریب کھڑے ہو کر جنوب کیطرف رخ کر کے امامت کی پھر ہمیشہ محراب نبوی کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز کی امامت فرمائی۔

قبلہ کی تبدیلی کے بعد پرانے باب جبریل کے سامنے کا حصہ مسجد کے عقب میں آ گیا۔ آپ نے یہ حصہ اصحاب صفہ کی رہائش اور تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کر دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسجد نبوی کے خادموں کا چبوترہ جو کہ مسجد نبوی میں زائرین کو نظر آتا ہے۔ یہ اصحاب صفہ کیلئے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ چبوترہ کئی صدیوں کے بعد بنا اور یہ اس وقت کی مسجد نبوی شریف کی حدود سے باہر تھا۔ جبکہ مقام اصحاب صفہ مسجد کے اندر تھا۔

سازشیں

رسول اکرم محمد ﷺ اور انکے صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی قبور کی بے حرمتی کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ آپ تینوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں دفن ہیں۔ دشمنوں نے بار بار کوشش کی کہ ان کے اجسام مبارک کو ان کی قبروں سے نکال لیا جائے تاکہ مسجد نبوی شریف اور مدینہ منورہ توجہ کا مرکز نہ رہیں۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں پہلے علماء کے حوالے سے تین بڑی سازشوں کا ذکر کیا ہے۔

پہلی سازش

ابن نجار نے اپنی کتاب بغداد کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ تک ایک فاطمی حکمران مصر کا بادشاہ تھا اور مدینہ منورہ اس کے زیر اثر تھا۔ اس حکمران کی سوچ اور کوشش یہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ اور اُن کے دو صحابہ کرامؓ کے اجسام مبارک کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کیا جائے۔ اس طرح لوگوں کی توجہ مدینہ منورہ کی بجائے مصر کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ اس نے اس مقصد کے لئے مصر میں ایک نہایت شاندار عمارت تعمیر کی جس میں وہ ان اجسام کو رکھنا چاہتا تھا۔

حکمران نے اس مقصد کے حصول کیلئے اپنے ایک کارندے ابوالفتوح کو مدینہ منورہ بھیجا۔ جب یہ کارندہ مدینہ منورہ پہنچا تو اہل مدینہ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اس موقع پر قاری زلبانی نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی: سورۃ التوبہ: 12-13

وَإِن نَّكَثُوٓا۟ أَيْمَـٰنَهُم مِّنۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا۟ فِى دِينِكُمْ فَقَـٰتِلُوٓا۟ أَئِمَّةَ ٱلْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَـٰنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ﴿12﴾ أَلَا تُقَـٰتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوٓا۟ أَيْمَـٰنَهُمْ وَهَمُّوا۟ بِإِخْرَاجِ ٱلرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَٱللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿13﴾

(ترجمہ) اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو اُن کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) انکی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آ جائیں۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کے جلا وطن کرنے کا عزمِ مصمم کر لیا۔ اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔

اس یاد دہانی سے اہل مدینہ کو ابوالفتوح پر بہت غصہ آیا۔ وہ ابوالفتوح اور اسکے ساتھیوں کو قتل کر دینے کو تیار ہو گئے۔ ابوالفتوح ڈر گیا اور بول اٹھا۔ میں اس سازش کو کبھی بھی عملی جامہ نہ پہناؤں گا خواہ حاکم مصر مجھے قتل ہی کر دے۔ اسی دوران مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑا طوفان آیا۔ جس سے کئی گھر تباہ ہوئے اور جانی اور مالی نقصان ہوا۔ ابوالفتوح کو مدینہ منورہ سے بھاگنے کا ایک اچھا بہانہ مل گیا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کرامؓ کو ان مجرموں سے نجات دی۔

اس حکمران نے بعد میں ایک اور کوشش بھی کی لیکن وہ دوبارہ ناکام ہوا۔

دوسری سازش

سمہودی کے قول کے مطابق عیسائیوں نے یہ سازش ۵۵۷ھ میں مرتب کی اس وقت شام کے بادشاہ کا نام سلطان نور الدین زنگی تھا اور اسکے مشیر کا نام جمال الدین اصفہانی تھا۔ ایک رات نور الدین زنگی نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں تین بار دیکھا۔ ہر بار رسول اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان سے کہا کہ مجھے اِن دونوں کی شرارت سے بچاؤ۔

سلطان کو خیال گزرا کہ یقیناً مدینہ منورہ میں کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مشیر کے ہمراہ مدینہ پہنچا۔ اور اپنے ساتھ اہل مدینہ منورہ کیلئے قیمتی تحفے لایا۔ مشیر نے مدینہ منورہ میں اعلان کیا کہ ہر شخص اپنا تحفہ حاصل کرنے کے لئے خود حاضر ہو۔ سلطان نے اہل مدینہ کو تحفے تقسیم کیے لیکن وہ دو شخص نظر نہ آئے۔ بالآخر سلطان نے پوچھا۔ کیا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ دو بہت متقی اور مالدار افراد ہیں۔ جو کسی سے کوئی تحفہ وغیرہ نہیں لیتے بلکہ دیگر لوگوں کو تحائف عطا کرتے ہیں۔ وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں اتنے مشغول ہیں کہ یہاں تک نہیں آئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ اُن کو بھی حاضر کیا جائے۔ جب سلطان نے اِن دونوں کو دیکھا تو وہ ہو بہو وہی اشخاص تھے جو اس نے خواب میں دیکھے تھے۔ سلطان نے ان سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مراکش کے باشندے ہیں۔ حج پر آئے تھے۔ اب ہم رسول اکرم ﷺ کے پڑوسی کی حیثیت سے یہاں مقیم ہیں۔ سلطان نے پوچھا: تمہاری رہائش کہاں ہے؟ اُن کی رہائش روضہ مبارک کے قریب مسجد نبوی کی

جنوبی دیوار میں کھڑکی کے پاس تھی۔ یہ کھڑکی اب بھی موجود ہے۔

سلطان ان کی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور فرش پر سے ایک دری کو ہٹایا۔ سلطان کو دری کے نیچے ایک سرنگ کا دھانہ نظر آیا۔ یہ سرنگ روضہ مبارک تک پہنچ چکی تھی۔ سلطان نے ان دونوں سے کہا کہ اب سچی بات بتاؤ۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں۔ اور ہمیں رسول اکرم ﷺ کے جسم مبارک کو نکالنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ہم ہر روز سرنگ کھودتے ہیں۔ اور رات کے وقت مٹی کو تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع قبرستان میں بکھیرتے ہیں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا مشغلہ ہے۔ جب ہم اس سرنگ کے ذریعے قبر کے پاس پہنچے تو ایک طوفان آیا اور زبردست بجلی کڑکی علاوہ ازیں ایک زلزلہ بھی آیا۔ اب ہماری سازش ظاہر ہو گئی ہے۔

سلطان کو انسانی اقدار سے گری ہوئی سازش کا بہت الم ہوا اور وہ بے اختیار رو پڑا۔ جب سنبھلا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اس کام کیلئے چنا۔

سلطان نے ان دونوں مجرموں کے سر اڑانے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے روضہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کھدوائی۔ اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا۔ تاکہ مستقبل میں کوئی شخص سرنگ کھود کر ان قبور تک نہ پہنچ سکے۔

سلطان نے روضہ مبارک کے قریب ایک چبوترہ بھی بنوایا۔ تاکہ اس پر ان قبور کی حفاظت کے لئے ہر وقت پاسبان رہیں۔ یہ چبوترہ اب بھی موجود ہے اور باب جبریل سے داخل ہوتے ہی دائیں جانب ہے۔ بعض زائرین مدینہ منورہ اسے مقام اصحاب صفہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مقام اصحاب صفہ مسجد نبوی کے اندر تھا۔ جبکہ یہ چبوترہ اُس وقت کی مسجد کی چاردیواری سے باہر تھا۔

مقام اصحاب صفہ کے تعین کیلئے استونہ عائشہ سے شمال کو چلیئے (یعنی قبلہ کی سمت کے خلاف) پانچویں ستون کے قریب مقام اصحاب صفہ ہے یا یہ کہ پرانے باب جبریل کے بالمقابل یہ مقام تھا۔ یاد رہے کہ وہاں اس وقت کوئی چبوترہ وغیرہ نہیں۔

تیسری سازش

طبری نے اپنی کتاب الریاض النضرہ میں اس کا یوں ذکر کیا ہے:

حلب شہر (شام) کے چند لوگ مدینہ منورہ آئے۔ وہ مدینہ منورہ کے گورنر کیلئے بیش بہا تحائف لائے۔ اُن کی خواہش تھی کہ روضہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اجسام مبارک کو یہاں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ گورنر کی مذہبی سوچ بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے منظوری دے

دی۔ گورنر نے مسجد کے خادم سے کہا کہ اگر رات کو کچھ لوگ آئیں تو اُن کیلئے مسجد کا دروازہ کھول دینا اور وہ جو کچھ کرنا چاہیں اس میں مداخلت نہ کرنا۔

عشاء کی نماز سے کافی دیر بعد کسی نے باب السلام پر دستک دی۔ خادم نے مسجد کا دروازہ کھول دیا۔ تقریباً چالیس آدمی مسجد میں داخل ہو گئے۔ انکے پاس توڑ پھوڑ اور کھدائی کے ہتھیار بھی تھے۔ خادم سہم گیا اور ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ یہ لوگ روضہ مبارک کیطرف بڑھے۔ ابھی منبر تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک اِن کے نیچے کی زمین پھٹ گئی یہ سب لوگ اپنے ہتھیاروں سمیت اس زمین میں دفن ہو گئے۔

گورنر اِن لوگوں کا بے تابی سے انتظار کرتا رہا بلآخر خادم کو بلایا اور اِن لوگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ خادم نے اسے سارا واقعہ بتا دیا۔ گورنر نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تم یقیناً پاگل ہو۔ خادم نے گورنر کو دعوت دی کہ وہ اپنی آنکھوں سے موقع کو دیکھے۔ گورنر نے اس جگہ کی زمین کو دھنسا ہوا پایا۔ تو خادم سے کہنے لگا۔ تم اس معاملے کے بارے میں زبان نہ کھولنا ورنہ میں تمہارا سر اُڑا دوں گا۔

اللہ کے دشمن اپنی عقل سے تدبیریں بناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی تدبیریں بناتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تدبیریں انسانی تدبیروں پر حاوی ہیں۔ سورۃ الانفال:30

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ ٱللَّهُ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَـٰكِرِينَ 

(ترجمہ) (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ تدبیر کرنے والے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کی دنیاوی حیات میں اور اسکے بعد بھی سب لوگوں سے حفاظت فرمائی۔ سورہ المائدہ:67

وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ

(ترجمہ) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

سوچیئے کہ انسانی سب تدبیریں ناکام رہیں۔ بلکہ اِن ذلیل سازشوں کے دوران رسول اکرم ﷺ کے اور بھی معجزات آشکارا ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی انکے دشمنوں کے بُرے منصوبوں اور ذلیل سازشوں سے حفاظت فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو اچھے اعمال کی توفیق دیں تاکہ وہ رب العزت کی حفاظت کے مستحق بن جائیں۔ آمین

چند دیگر تاریخی مقامات

مسجد اجابہ

مسجد اجابہ موجودہ انصار ہسپتال کے قریب ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کرامؓ نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے بہت لمبی دعا مانگی۔ بالآخر رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی۔ پہلی دو منظور ہوگئی ہیں لیکن تیسری منظور نہیں ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری امت کو قحط سالی سے تباہ نہ فرمانا۔ دوسرے یہ کہ میری امت غرق ہو کر تباہ نہ ہو۔ اور تیسری یہ کہ میری امت باہمی لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے۔ (مسلم)

مسجد ابی ذر

امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں اور رسول اکرم ﷺ نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ایک بہت ہی لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں فکر مند ہو گیا کہ کہیں آپکی روح تو پرواز نہیں کر گئی۔ اس فکر سے میں چپکے چپکے رونے لگا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے میں نے اپنی فکر کا اظہار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر سلام وصلوۃ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سلام وصلوۃ بھیجیں گے۔ میں نے اس شکرانے کا لمبا سجدہ کیا۔

مسجد غمامہ

مسجد غمامہ مسجد نبوی شریف کے مغرب میں ہے اور رسول اکرم ﷺ یہاں عید کی نماز پڑھاتے تھے۔ پہلے یہ کھلا میدان تھا۔ بعد میں ترکوں نے یہاں مسجد بنوادی جو ابھی تک قائم ہے۔

مسجد جمعہ

مسجد جمعہ مسجد قبا سے تقریباً ایک کلومیٹر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جمعہ کی پہلی نماز یہاں ادا کی۔

البقیع

رسول اکرم ﷺ اس قبرستان کی زیارت کو جاتے اور مدفون صحابہ کرامؓ کیلئے دعا فرماتے۔ ان میں

سے ایک دعا یہ ہے:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین وَاِنَّا اِن شاءَ الله بِکُمْ لَاحِقُون.

اے مومنین کی بستی۔ آپ سب کو السلام علیکم۔ انشاء اللہ ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں۔

آپ ﷺ کے کنبہ کے مندرجہ ذیل افراد یہاں دفن ہیں:

رسول اکرم ﷺ کی بیٹیاں۔ فاطمہؓ۔ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ۔ اور زینبؓ۔ آپ کا بیٹا ابراہیمؓ بھی۔ آپ کی سب بیویاں سوائے خدیجہؓ اور میمونہؓ کے، آپکے چچا حضرت عباسؓ اور پھوپھیاں صفیہؓ اور عاتکہؓ۔ ان کے علاوہ حسنؓ۔ فاطمہ بنت اسدؓ (حضرت علیؓ کی والدہ صاحبہ) عقیل بن ابو طالبؓ اور عبداللہ بن جعفر بن ابو طالبؓ۔

اس قبرستان میں ہزاروں صحابہ کرامؓ دفن ہیں۔ مدفون صحابہ کرامؓ میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ (تیسرے خلیفہ)، حضرت خنیس بن حذافہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت اسعد بن زرارہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ امام نافع رحمہ اللہ۔ امام زین العابدین رحمہ اللہ۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ۔ اور آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہؓ بھی یہیں دفن ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قبولیت کے ساتھ مدینہ منورہ سے بلائیں اور جنت البقیع میں جگہ دیں۔

مسجد نبوی شریف کا اندرونی حصہ

کئی مؤرخین نے مسجد نبوی کی تفصیل لکھی ہے۔ مثلاً شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (958H-1052H) نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں مندرجہ ذیل تفصیل درج کی ہے۔ یوں تو مسجد کا چپہ چپہ مبارک ہے لیکن بعض ستونوں اور محرابوں کا بیان ضروری ہے۔ یاد رہے کہ موجودہ مسجد کے ستون اسی جگہ پر ہیں جہاں رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں تھے۔

۱۔ستون وفود : اس پر لکھا ہے ھذہ استوانة الوفود ۔رسول اکرم ﷺ اس استوانہ کے قریب باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے۔اور اس دوران جلیل القدر صحابہ کرامؓ آپ کے گرد تشریف فرما ہوتے۔

۲۔ستون حرس : اس پر لکھا ہے۔ھذہ استوانة الحرس ۔یہاں پر سیکورٹی گارڈ کھڑا ہوا کرتا تھا۔مورخ مطری لکھتے ہیں۔" کہ اس استوانہ کے سامنے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک دروازہ تھا۔ جہاں سے رسول اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔اسی استوانہ کے قریب حضرت علیؓ اکثر نماز ادا کیا کرتے تھے۔

۳۔ستون سریر : اس پر لکھا ہے۔ھذہ أسطوانة السریر ۔عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق اس جگہ رسول اکرم ﷺ اعتکاف کے دوران اپنی چٹائی بچھاتے تھے۔

۴۔ستون ابی لبابہؓ : اس پر لکھا ہے۔ھذہ أسطوانة أبي لبابة ۔ابن کثیر نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو اُن کی خیانت کی سزا دینی چاہی تو بنو قریظہ کے کہنے پر ابولبابہؓ کو ثالث مقرر کیا۔اس قبیلہ سے بات چیت کے دوران ابولبابہؓ سے غلطی سے رسول اکرم ﷺ کا ایک راز فاش ہوگیا۔جس کا انہیں فوراً احساس ہوا۔ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون کے ساتھ باندھ لیا۔سات دن اور رات ایسے ہی رہے۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔اس سلسلہ میں سورۃ الانفال کی آیات نمبر 28-27 امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے نازل ہوئیں۔اسے ستون توبہ بھی کہتے ہیں۔

یہ مقام عبرت ہے کہ صحابہ کرامؓ غلطی سرزد ہونے کی صورت میں اس کی تلافی کے لئے ایسے

مشکل امتحان سے گذرتے تھے۔اوران کے ہاں راز کا فاش کرنا یا وعدہ خلافی ایک بہت بڑا جرم تھا۔

۵۔ستون عائشہؓ : اس پر لکھا ہے۔ھذہ اسطوانۃ عائشۃؓ ۔طبرانی نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔کہ مسجد نبوی میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو انہیں وہاں نماز ادا کرنے کے لئے قرعہ ڈالنا پڑے گا۔

ایک بار صحابہ کرامؓ نے حضرت عائشہؓ سے اس جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔لیکن آپ خاموش رہیں اور صحابہ کرامؓ مایوس ہو کر منتشر ہو گئے سوائے حضرت عائشہؓ کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے۔کچھ دیر کے بعد صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ عبداللہ بن زبیرؓ ستون عائشہ کے پاس نفلی نماز ادا کر رہے ہیں۔صحابہ کرامؓ سمجھ گئے کہ عائشہؓ نے خاموشی سے اپنے بھانجے کو بتا دیا ہے۔وہ یہی مبارک جگہ ہے۔

علاوہ ازیں جب قبلہ کی سمت مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام کی طرف منتقل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے چند روز اس ستون کے قریب کھڑے ہو کر امامت فرمائی اور بعد میں موجودہ محراب نبوی سے امامت فرمائی۔

۶۔ستون مخلقہ : اس پر لکھا ہے۔ھذہ اسطوانۃ المخلقۃ ۔حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ایک دن انصار نے آپؐ سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لئے ایک منبر بنا دیں۔تا کہ آپ اس پر بیٹھ کر خطبہ دے سکیں۔اور آپ کی تھکاوٹ میں قدرے تخفیف ہو۔آپ ﷺ نے یہ رائے قبول فرمائی۔اور ایک لکڑی کا منبر بنایا گیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔جب آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو کھجور کا تنا زار و قطار رونے لگا۔صحابہ کرامؓ نے اس تنے کا رونا اپنے کانوں سے سنا۔رسول اکرم ﷺ منبر سے اترے اور اس تنے کو گلے لگا لیا۔یہ تنا سسکیاں بھرتے بھرتے چپ ہو گیا۔جیسا کہ حاملہ اونٹنی سسکیاں بھرتی ہے۔یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کیونکہ یہ اپنے قریب کئے جانے اللہ کے ذکر سے محروم ہو گیا تھا۔بعد میں اس تنے پر ایک خوشبو لگائی جاتی تھی جس کو خلوق کہتے ہیں۔اس لئے یہ استوانہ مخلقہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔(بخاری)

۷۔محراب نبوی ﷺ : رسول اکرم ﷺ کے زمانے اور چاروں خلفاء کے زمانے میں مسجد

نبوی شریف میں نہ تو کوئی محراب تھا اور نہ ہی کوئی مینار۔ یہ محراب عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۹۱ ھ میں تعمیر کیا۔ اگر آپ اس محراب میں نماز کے لئے کھڑے ہوں تو آپ کی سجود کی جگہ رسول اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک کی جگہ ہوگی۔ جبکہ رسول اکرم ﷺ کی سجود کی جگہ آپ کے سامنے کی موٹی دیوار میں ہے۔

۸۔ **محراب عثمانی** : تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ اس جگہ سے نماز کی امامت فرماتے تھے۔ اب بھی مسجد نبوی شریف کے امام صاحب نماز کے دوران یہاں ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ محراب بھی عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنوایا۔

۹۔ **محراب حنفی**: ایک زمانے میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی امام مسجد نبوی شریف میں قدرے مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر نماز پڑھاتے تھے۔ اس محراب کی جگہ حنفی امام نماز پڑھاتے تھے۔ آج کل مسجد نبوی شریف میں ایک ہی امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں جو کہ حنبلی ہیں۔ یہ تبدیلی سعودی حکومت کے قیام پر معرض وجود میں آئی۔

۱۰۔ **محراب تہجد**: رسول اکرم ﷺ یہاں تہجد ادا کیا کرتے تھے۔

۱۱۔ **منبر** : جیسا کہ مسلم اور بخاری میں درج ہے۔ ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔ مختلف ممالک کے حکمران وقتاً فوقتاً مسجد نبوی شریف کے لئے علیشان منبر بنوا کر بھیجتے رہے۔ موجودہ منبر عثمانی دور کے سلطان مراد نے ۹۹۸ ھ میں بھیجا۔

۱۴۔ **سیکورٹی کے لئے چبوترہ**: اگر آپ مسجد نبوی شریف میں باب جبریل سے داخل ہوں تو یہ چبوترہ آپ کے دائیں ہاتھ ہوگا۔ اسے سلطان نورالدین زنگی نے تعمیر کرایا تھا۔ اکثر زائرین اسے صفہ سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

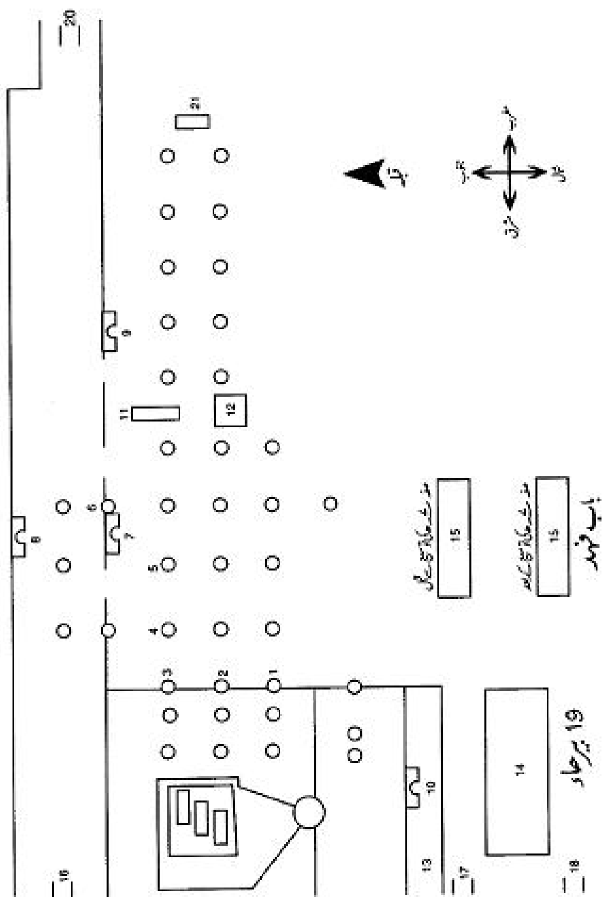
۱۵۔ **صفہ** : صفہ کے معنی ہیں سایہ دار جگہ۔ یہ ایک چبوترہ تھا جہاں غریب اور بے گھر صحابہ کرامؓ مقیم تھے۔ اور اسلامی تعلیم وتربیت حاصل کرتے تھے۔ اگر آپ استوانہ عائشہ سے قبلہ کی مخالف سمت چلیں تو پانچویں ستون کے بعد صفہ تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے سات ہجری میں مسجد

نبوی شریف کی توسیع فرمائی تو یہ صفہ تقریباً دس میٹر مزید شمال کو منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ مسجد نبوی شریف کے خاکہ سے واضح ہے۔

۱۹- بیر حاء : اگر آپ باب فہد سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوں تو یہ کنواں تقریباً ۱۵ میٹر مسجد کے اندر واقع ہے۔ وہاں فرش پر تین دائرے بنا دیے گئے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اس کنویں پر کئی بار تشریف لائے اور اس کا پانی پیا۔ دراصل یہ کنواں اور باغ حضرت طلحہؓ کی ملکیت تھا۔ جب انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 92 سنی (تم اس وقت تک اعلیٰ تقویٰ حاصل نہیں کر سکتے جب تم اپنی سب سے پسندیدہ شے اللہ کی راہ میں نہ دے دو)۔ تو یہ کنواں اور باغ بطور صدقہ دے دیا۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ صحابہ کرامؓ ایسے ہی فی الفور اور پورے اخلاص سے قرآن پاک کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

۲۱- ابوبکرؓ کا گھر: اگر آپ منبر سے باب صدیق کیطرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد آپ کا گھر تھا۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب گھروں کے دروازے جو مسجد نبوی میں کھلتے ہیں بند کر دیے جائیں سوائے ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا دروازہ۔ یہ اس بات کی پیشین گوئی تھی کہ ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہوں گے۔

مسجد نبوی شریف کا خاکہ



بیر حاء باب فہد کے پاس مسجد کے اندر واقع ہے۔

(نوٹ: بیر حاء اس خاکہ کی سکیل کے مطابق نہیں دکھایا گیا)

ستون

۱-ستون وفود

۲-ستون حرس

۳-ستون سریر

۴-ستون ابی لبابہؓ

۵-ستون عائشہؓ

۶-ستون مخلقہ

محراب

۷-محراب نبوی شریف ﷺ

۸-محراب عثمانی

۹-محراب حنفی

۱۰-محراب تہجد

۱۱-منبر

۱۲-موذن کا چبوترہ

۱۳-تہجد کا چبوترہ

۱۴-سیکورٹی کا چبوترہ

۱۵-صفہ

۱۶-باب بقیع

۱۷-باب جبریل

۱۸-باب نساء

۱۹-بیرحاء

۲۰-باب سلام

۲۱-ابوبکرؓ کا گھر

اللہ تعالیٰ کا فرمان

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(ترجمہ) بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ان (ﷺ) پر درود بھیجو اور ان پر خوب سلام بھیجا کرو۔

آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ بخاری میں درج ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

خوشخبری

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم)

(ترجمہ) آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔

آپ ﷺ کا خلق عظیم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾

(ترجمہ) (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر (ﷺ) تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے۔ جو تمہاری بھلائی کے نہایت خواہش مند ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمان والوں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

اہل فکر کیلئے یاددہانی کے طور پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں سترہ مضامین لکھ دیئے ہیں، تاکہ اسلامی تعلیم اور روحانیت میں مزید ترقی ہو۔



اک نظر اور اک نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
(اقبال)

اس کتابچہ میں مدینہ منورہ کے بعض مقامات اور حالات کا سرسری جائزہ
کار آمد معلومات اکٹھی کی گئی ہیں، تاکہ روحانی ترقی میں مدد ملے۔ کتاب
ہے اور زائرین مدینہ منورہ کیلئے بہترین تحفہ۔ محمد صدیق